17
...RARY

دُعا کی حقیقت

اور

اُس کی مختلف قسمیں

مصنّفہ

پادری پی۔ این بُشِل بی۔ اے

بپٹسٹ مشن۔ دہلی

یادگار

اِس کتاب کو میں نہایت خلوصِ قلبی کے ساتھ اپنے عزیز اور معزز دوست پادری جوئیل واعظ لعل صاحب مرحوم کی یادگار میں کہ جن کا نام اور کام کلیسیائے پنجاب و ہندوستان کے لئے ہمیشہ باعث صد افتخار رہیگا۔ مسیحی کلیسیا کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ اِسے کتابی صورت میں لانے کے محرک خود جناب مرحوم ہی تھے۔ اور میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ کی اعانت میرے شاملِ حال نہ ہوتی۔ تو یہ آج بھی بکھرے ہوئے اوراق ہی ہوتے۔

اے کاش کہ ہندوستانی کلیسیا اس کے مطالعہ سے کثیر رُوحانی برکات پائے اور صحیح معنوں میں دُعا مانگنے والی کلیسیا بن جائے۔

مصنّف

دیباچہ

کچھ عرصے تک میں نے مضمون دُعا کا خاص مطالعہ نہایت غور اور بڑے شوق و عجز کے ساتھ کیا۔ اس سے مجھے عجیب ترغیب و تسکین ملی اور بہت روحانی فائدہ پہنچا۔ میں نے اپنے سارے مطالعہ اور تحقیقات کا نتیجہ چند درسوں کی صورت میں دہلی کے چند مسیحیوں کے سامنے پیش کیا۔ اُن میں سے بعض نے یہ رائے ظاہر کی کہ ان درسوں کا مجموعہ افادہ عام کی غرض سے رسالے کی صورت میں چھپوا دیا جائے اس دوستانہ صلاح پر عمل کرنا میرے لئے ذرا مشکل تھا۔ لیکن جب میں نے یہ محسُوس کیا۔ کہ مسیحیوں کے پاس ایسے ذرائع بہت کم ہیں جن سے اپنی خلوتی زندگی میں وہ حظ اٹھائیں اور خاص مسیحی مضامین کی کتابوں سے تقویت پائیں اور خوش نصیب ہوں میں نے مناسب جانا کہ اپنے دوستوں کی صلاح مان لوں۔ لہٰذا یہ رسالہ ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

اِن درسوں کے تیار کرنے میں مجھے انگریزی کتابوں سے بہت مدد ملی یعنی فاسڈک صاحب اور کوٹر صاحب کی کتاب سے۔ فاسڈک صاحب نے اپنی کتاب میں دُعا کے معنی کو بڑی وضاحت کے ساتھ کھولا ہے اور کوٹر صاحب

یز مضمون لکھا ہے۔ میں نے اپنے اکثر خیالات ...ن کی تصنیف سے اخذ کئے ہیں اور انگریزی دان اصحاب ...رتا ہوں کہ اگر ہو سکے تو وہ ان کتابوں کا مطالعہ ضرور کریں۔

اس دیباچہ میں مَیں اپنے دوستوں پادری ایس۔ ڈبلیو۔ ہلسن۔ بی۔ اے اور پادری جوئیل واعظ لعل ایم۔ اے۔ ایم۔ او۔ ایل۔ کی مدد کا پورے طور سے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے شروع سے آخر تک اس رسالے کو پڑھکر اپنی بیش قیمت اصلاح سے اس کو چھپنے کے لائق اور مجھ کو اپنا مرہون احسان بنا دیا۔ اور میری دُعا ہے کہ اُس پاک پروردگار کی برکت سے میری اُمید کا پودا خوب پھولے اور پھلے اور ہمیں دُعا کے ذریعے سے اپنے خالق اور باپ کی نزدیکی حاصل ہو۔

پی۔ این۔ بُشل۔ بپٹسٹ مشن دہلی

فہرست مضامین

دیباچہ

صفحہ

۱۔ دعا کے امکان کیلئے چند ضروری اصول ۱

۲۔ دعا کے بارے میں چند عام حقیقتیں ۱۱

۳۔ پرستش کی دعا ۱۷

۴۔ شکرگزاری کی دعا ۲۴

۵۔ اقرار کی دعا ۳۱

۶۔ درخواست کی دعا ۳۹

۷۔ سفارشی دعا ۴۷

۸۔ تخفیصی دعا ۵۷

۹۔ شراکت کی دعا ۶۴

۱۰۔ دعا اپنی کوٹھڑی میں۔ دعا اپنے خاندان کے بیچ میں
دعا عبادت کے وقت ۷۱

۱۱۔ دعا کا جواب نہ ملنا ۷۸

دُعا کی حقیقت اور اُس کی مختلف قسمیں

-

١۔ تمہید

دعا کے امکان کیلئے چند ضروری اصول

-

دُعا کی تعریف۔ اس مضمون کو شروع کرنے سے پہلے مناسب بلکہ لازم ہے کہ ہم دعا کی تعریف کریں۔ دعا کی کیا حقیقت ہے؟ دعا کرنے سے کیا مراد ہے؟ دعا کی تعریف نہایت ہی مشکل ہے اور اس کے بارے میں بہت سے غلط خیالات مروّج ہیں۔ (١) سب سے بڑی اور عام غلطی یہ ہے کہ اکثر لوگ خیال کرتے ہیں کہ دعا کرنے سے خدا سے برکتیں مانگنا مراد ہے خواہ وہ برکتیں روحانی ہوں یا جسمانی۔ آگے چل کر یہ بات صفائی سے ظاہر ہو جائیگی کہ خاص برکتوں کے لئے درخواست کرنا دعا کا صرف ایک حصہ یا ایک جُز ہے۔ اگر ہماری دعائیں اُن حدود میں محدود ہیں تو ہم نے اب تک دعا کی حقیقت اور اس کی عمدگی اور اس کے استعمال اور فائدہ کو نہیں پہچانا۔ پانی ہماری پرورش کے لئے ضروری خوراک ہے مگر انسان پانی سے پرورش کب حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر آدمی دعا کے وقت ہمیشہ برکتیں مانگتا ہے اور دعا کے بارے میں اور کچھ

نہیں جانتا۔ تو وہ دعا کی حقیقت سے بہت کم واقف ہے اور غالباً دعا مانگنا جلد چھوڑ دے گا۔ (۲) دوسرا غلط خیال دعا کے بارے میں یہ ہے کہ دعا کرنے سے نماز پڑھنا مراد ہے اس بات کو ہم مان سکتے ہیں کہ جب نماز سچے دل اور سوچ سمجھ کے ساتھ اور سنجیدگی سے پڑھی جائے تو وہ سچ مچ دعا ہے مگر بہت سے لوگ ہیں جو روز روز نماز پڑھتے ہیں مگر دعا کبھی نہیں کرتے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں خاصکر مسلمان بھائیوں کی نماز کی طرف اشارہ کر رہا ہوں۔ بہت سے مسیحی ہیں جو عادتاً اور فرضاً روزمرہ اپنی دعائیں نماز کی طرح پڑھتے ہیں سچے اور دیندار مسلمان بھی دعاؤں اور نماز میں امتیاز کرتے ہیں۔ ایک روز ایک مسلمان نماز پڑھنے کے بعد بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ اس سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں اس طرح بیٹھے ہوئے ہیں کیا آپ نے نماز کو ختم نہیں کیا؟ اس نے یہ جواب دیا کہ جی ہاں میں نے نماز ختم کر لی۔ اب دعا کر رہا ہوں۔ (۳) ایک اور غلط خیال یہ ہے کہ دعا سے مُراد ہے خدا سے باتیں کرنا۔ اس خیال کی غلطی یک بیک ظاہر نہیں ہوتی۔ بہت سے لوگ جو جانتے ہیں کہ دعا کی حقیقت محض درخواست کرنے اور نماز پڑھنے کے علاوہ کچھ اور بھی ہے غلط خیالوں سے اپنے کو بچانے کے لئے اس تعریف میں پناہ لیتے ہیں کہ بس خدا سے باتیں کرنا ہی دعا ہے۔ بیشک یہ تعریف پہلی دو مذکورہ بالا تعریفوں سے بدرجہا بہتر ہے مگر اس میں یہ چھوٹی سی غلطی ہے کہ دعا ہمیشہ بولنے پر موقوف نہیں ہے۔ اکثر اوقات گرجے میں اور کوٹھڑی میں بھی کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ تو بھی سچی اور حقیقی دعا ہوتی

ہے۔ پس ہم دعا کی کونسی تعریف کریں؟ اگر ہم آسان لفظ استعمال کریں۔ تو شاید یہ کافی ہوگا کہ دعا سے مراد خدا سے ملنا ہے۔ بشرطیکہ ہم مان لیں۔ کہ ملنے کی کوشش ہماری طرف سے ہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ خدا ہم سے بلا ہماری خواہش کے ملے۔ اس صورت میں دعا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آپ میں سے جو انگریزی جانتے ہیں۔ اس تعریف کو سمجھ سکتے ہیں۔ جو میرے نزدیک دعا کیلئے کافی اور پوری ہے۔

"The conseious religious attitude of the soul towards God."

یعنی مذہبی طور پر خدا کی طرف ہماری روح کا پورا رجحان ہو۔ جب کبھی ہماری روح عمداً خدا کی طرف سنجیدہ طور پر مائل ہوتی ہے۔ وہاں دعا کی اصلیت اور حقیقت پائی جاتی ہے۔ کوئی لفظ نہ بولا جائے۔ کوئی درخواست نہ کی جائے تو اگر ہم دل میں خدا سے ملنے کے مشتاق ہیں اور اپنے ارادے اور کوشش میں کامیابی حاصل کرنے کے درپے ہیں تو ایسی صورتیں سچی اور حقیقی دعا کی اصلیت موجود ہے۔

دعا کے امکان کے خلاف چند رکاوٹیں اور عقیدے

دنیا میں چند خیالات اور عقیدے پائے جاتے ہیں۔ جن کو اگر ہم قبول کریں تو دعا ناممکن یا فضول معلوم ہوگی مثلاً۔ **"قانون قدرت کی دائمی حکومت"** اگر ہم اس مسئلے کو اسی لفظی طور پر مان لیں تو ہم کبھی دعا نہیں کرینگے قانون قدرت کی دائمی حکومت سے میرا مطلب یہ ہے کہ دیکھا جاتا ہے کہ اس عالم کی سلامتی اور رفتار قدرتی قوانین پر موقوف ہے۔ صبح کو

وقت پر سورج نکلتا ہے۔ اور عین وقت پر غروب ہو جاتا ہے۔ ستاروں کا دکھائی دینا۔ سیاروں کا دورہ۔ موسموں کا بدلنا نباتات کا پیدا ہونا۔ اور اُگنا۔ تندرستی اور بیماری کے قواعد۔ کشش ثقل (یعنی زمین سب چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے) وغیرہ وغیرہ عالمگیر انتظام اور قوانین ہیں۔ اور ہر صورت میں علت و معلول کا عالمگیر قانون کام کرتا ہؤا معلوم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ خدا کی آزاد مرضی کے لئے عالمگیر میں گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔ اور اگر خدا کی آزاد مرضی کے لئے گنجائش نہیں تو دعا کرنے سے کیا فائدہ! بیشک تعریف اور پرستش کی دعا کے لئے گنجائش تو ہے مگر اس صورت میں ہم مُردہ قانون قدرت کے مُردہ پرستار بنتے ہیں۔ نہ کہ زندہ خدا کے روحانی اور سچے پرستار۔ اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے دو باتیں ہیں (۱) دُنیا میں ایک اور قاعدہ ہے اور آج کل اس پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اور اس کے اوپر زیادہ بھروسہ ہے۔ یعنی یہ کہ روح مادّے کے اوپر اختیار رکھتی ہے۔ یعنی روح کا قانون مادّے کے قانون کی نسبت اعلےٰ ہے۔ سب لوگ مانتے ہیں۔ کہ دعا کے وسیلے سے روح مضبوط ہو جاتی ہے۔ بس اس ایسے عالم میں جس میں قانون قدرت حکومت کرتا ہے۔ دعا کیلئے گنجائش ہے اور اِس سے یہ فائدہ ہے۔ اعلیٰ درجوں کے قوانین کو زور اور مضبوطی ملتی ہے۔ اور نیچے درجوں کے قوانین کے اوپر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ قدرت کا عام قانون ہے کہ انسان اکثر بیمار پڑ جاتا ہے۔ اور بے دِل ہونے کی وجہ سے اس کی بیماری اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ مگر روح

کا قانون یہ ہے۔ کہ بے دِل ہونے کے لئے کوئی سبب نہیں ہے۔ اور اگر انسان اپنے کو سنبھالے اور ہمت نہ ہارے تو وہ اکثر اپنی بیماری پر جلد غالب آسکتا ہے۔ اور یہ نتیجہ سب سے اچھی طرح سے دعا کے وسیلے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر حالانکہ یہ خیال دعا کا ایک فائدہ ظاہر کر دیتا ہے۔ تو بھی یہ دعا کا صرف ایک اتفاقی نتیجہ ہے یعنی ہم دعا کرتے ہیں اور اپنی دعا کے سبب سے تقویت اور تازگی محسوس کرتے ہیں۔ فرض کیا کہ ہم کسی دوسرے کی تندرستی کے لئے دعا کرتے ہیں تو یہ خیال ہماری کچھ مدد نہیں کریگا۔ (ب) پس اس مشکل کو رفع کرنے کے لئے دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا اپنے مخلوق کا خالق اور مالک ہے نہ کہ خادم اور غلام۔ خدا نے دنیا کے فائدے اور اچھے انتظام کے لئے یہ قوانین بنائے ہیں۔ مگر بنانے والا خدا ہے۔ اور اگر کسی وقت اُس کی مرضی ہو تو وہ جس قانون قدرت کو چاہے بدل سکتا ہے۔ بے شک اکثر وہ ان کو نہیں بدل دیتا۔ کیونکہ وہ انتظام کا خدا ہے۔ مگر تو بھی اپنی پاک مرضی کے موافق سب کچھ کرسکتا ہے اور کسی قانون یا قاعدے سے جو اُس کی ذات سے باہر ہو محدود نہیں ہے۔ اس یقین اور عقیدے کے ساتھ دعا نہ فقط ممکن ہے بلکہ ہر صورت میں ضروری اور فائدہ مند بھی ہے۔

(۲) دوسرا **مخالف عقیدہ** جس کے سبب سے دعا فضول معلوم دیتی ہے یہ ہے کہ ہم قسمت کے معتقد ہیں۔ ہم سوچتے ہیں کہ جو کچھ ہماری تقدیر میں لکھا ہے وہی ہمارے لئے ہوگا۔ کمی یا بیشی یا کسی قسم کا فرق

اس میں نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم تنگ حال ہیں۔ تو ہماری قسمت ایسی ہے
اگر ہم مصیبت میں ہیں تو یہ بھی ہماری تقدیر کے موافق ہے۔ اور اگر تقدیر
میں اور کچھ نہیں لکھا ہے۔ تو موت کے دن تک مصیبت یا تنگ حالی میں
رہینگے۔ اور جو کچھ خدمت ہم خدا کے لئے کرتے ہیں۔ اگر اس میں ناکامیاب نظر
آتے ہیں تو کیا اعتراض؟ ہمارے لئے ایسا ہی لکھا تھا کہ ہم مایوس اور ناکام
رہیں۔ بیماری ہو تو وہ بھی قسمت کی بات ہے جو شخص ایسا عقیدہ رکھتا
ہے اس کے نزدیک دعا ہمیشہ ایک فضول بات ہوگی۔ اگر ہر امر قسمت
کے مطابق ہی ہوتا ہے۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے سب تقدیر میں لکھا
ہوا تھا تو دعا کرنے سے کیا فائدہ؟ اگر دعا سے صرف پرستش بھی مراد ہو
تو بھی وہ بے معنی ہے۔ کیا کوئی غلام اپنے سخت بے رحم بے تبدیل مالک
کی تعریف اور تعظیم کر سکتا ہے؟

(۳) **ایک اور خیال ہے**۔ جس کے سبب سے دعا کرنے کی کوئی
ضرورت نہیں ہے۔ اس کو مخالف عقیدہ کہنا شاید نامناسب ہے۔
کیونکہ وہ مسیحیوں کے بیچ میں پایا جاتا ہے۔ اور اکثر دین دار مسیحیوں
کے رکاوٹ اور مشکل کا باعث بنتا ہے یعنی خدا محبت ہے۔ اور اگر
خدا محبت ہے۔ اور ہم سبھوں سے محبت رکھتا ہے تو وہ ضرور ہر ایک
ضروری چیز ہم کو دیگا۔ اور ہر قسم کی بھلائی ہمارے ساتھ کرے گا۔ تو ہم
دعا کیوں کریں؟ کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنی درخواستیں اس کے سامنے
پیش کریں؟ جب شروع ہی سے وہ ان سے واقف ہے۔ اور ہم پر

کرم کی نظر رکھتا ہے؟ ہم دعا کریں یا نہ کریں خدا جو مہربان اور محبت ہے۔
ہمارے ساتھ اچھی سے اچھی بھلائی ضرور کرے گا! اگر خدا ہماری طرف ہے۔
تو کون ہمارا مخالف ہے؟ جس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا۔ بلکہ ہم سب کی
خاطر اُسے حوالہ کر دیا۔ وہ اس کے ساتھ اور سب چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ
بخشیگا"؟ (رومیوں ۸: ۳۱) بے شک یہ ایک بڑی حقیقت اور سچائی ہے مگر
خدا نے یہ ٹھہرایا کہ انسان کو اپنی بھلائی کی تجویزوں میں شامل کرے۔ اس
میں انسان کی عزت ہے اور انسان کی ترقی کی صورت ہے۔ خدا ہم کو اپنی
قدرت کاملہ سے نیک بنا سکتا ہے۔ مگر وہ اس امر میں ہماری رغبت اور
کوشش بھی چاہتا ہے۔ خدا کی مرضی ہے کہ ہم اُس کے پاس جائیں اور
اپنا تمام حال اس کے سامنے پیش کریں۔ وہ ہمارا باپ ہے۔ اور ہر ایک
باپ کی خواہش یہ ہے کہ بیٹے کے ساتھ تعلق رکھے۔ اگر وہ اپنی مہربانی اور محبت
سے اپنے بیٹے کو ہر ایک بخشش دیتا رہے تو رفتہ رفتہ بیٹا اس کے پاس
جانا چھوڑ دیگا۔ بلکہ جو کچھ اس کو بغیر مشکل کے ملتا ہے اس کو اپنا حق سمجھ
لے گا۔ علاوہ اس کے اگر بیٹا کوئی بات اپنے باپ سے چھپائے۔ باوجودیکہ
باپ اس سے خوب واقف ہو تو باپ کے دل میں بڑی رنجش پیدا ہوتی
ہے۔ اس طرح خدا باپ ہم سے اور ہمارے ہر ایک حال سے شروع سے
آخر تک واقف ہے۔ تو بھی وہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے پاس جا کر اپنی ہر ایک
خوشی اور رنج اور ضرورت کا ذکر کریں "مانگو تو تمہیں دیا جائیگا" (متی ۷: ۷)
"پس جب کہ تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو۔ تو تمہارا

باپ جو آسمان پر ہے اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دیگا" (متی ۷: ۱۱) یا جیسا لوقا ۱۱: ۱۳ میں آتا ہے "اپنے مانگنے والوں کو روح القدس کیوں نہ دیگا" اور یعقوب بڑی صفائی کے ساتھ اپنے خط میں یوں لکھتا ہے کہ "تمہیں اسلئے نہیں ملتا کہ تم مانگتے نہیں" (۴: ۲)

(۴) دعا کے امکان کے لئے دو اور باتیں جو بالکل ضروری ہیں مگر مسیحی جماعت میں اُن کا فقط ذکر کرنا کافی ہوگا۔ (۱) خدا کے وجود کا یقین۔ اگر کسی کے دل میں خدا کے وجود کے بارے میں کچھ شک یا شبہ ہو تو اس کے لئے دعا میں کوئی معنی نہیں ہیں "خدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہئے کہ وہ موجود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلا دیتا ہے" (عبرانیوں ۱۱: ۶) "ایمان سے مانگے۔ اور کچھ شک نہ کرے کیونکہ شک کرنے والا سمندر کی لہر کی مانند ہوتا ہے۔ جو ہوا سے بہتی اور اچھلتی ہے۔ ایسا آدمی یہ نہ سمجھے کہ مجھے خداوند سے کچھ ملے" (یعقوب ۱: ۶) (ب) خدا ہم سے فرداً فرداً محبت رکھتا ہے "جب میں تیرے آسمانوں پر جو تیری دستکاریاں ہیں دھیان کرتا ہوں اور چاند اور ستارے پر جو تو نے بنائے تو انسان کیا ہے کہ تو اس کی یاد کرے اور آدمزاد کیا ہے۔ کہ تو اس کی خبر لے؟" (زبور ۸: ۳) بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے ممکن ہے کہ یہ بات تو کہ خدا انسان کو پیار کرتا ہے سمجھ میں آ سکے۔ لیکن جب ہم تھوڑی دیر کے لئے خیال کرتے ہیں کہ سارے ملکوں میں کس قدر بیشمار لوگ ہیں۔ کروڑوں اس ملک میں، کروڑوں ولایت میں۔ کروڑوں چین کے ملک میں وغیرہ وغیرہ۔ تو اس حالت میں یہ کیونکر سچ یا ممکن ہو سکتا ہے کہ خدا فرداً

فرداً ایک ایک کی خبر لے اور اس سے محبت کرے۔ یہ نہایت مشکل اور تعجب کی بات ہے مگر جو مشکل اس میں ہے وہ اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ ہم خدا کی بڑائی غلط طور پر تصور کرتے ہیں۔ دل میں خدا کے بارے میں اکثر یہ خیال ہے کہ وہ کیسا بڑا ہے۔ اُس کے ہاتھ میں کتنا بڑا کام ہے۔ وہ تمام خلقت کو سنبھالتا ہے۔ اور تمام عالم اُس کی کاریگری ہے یعنی جیسے ہم کسی بادشاہ کو تصور کرتے ہیں کہ وہ ایسا بڑا ہے کہ ہم عام لوگ اُس کی حضوری میں نہیں جا سکتے ہیں۔ ویسا ہی ہمارا خیال خدا کے بارے میں ہوتا ہے۔ یا جیسے کسی وزیر اعظم کے ہاتھ میں اتنے بڑے بڑے کام ہوتے۔ کہ ہم اپنے چھوٹے سے چھوٹے مقدمے اس کے سامنے پیش نہیں کر سکتے ویسا ہی ہم خدا قادر مطلق کو تصور کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری چھوٹی سی درخواستوں پر فکر نہیں کر سکتا ہے۔ لیکن اس میں ایک بڑی غلطی ہے بلکہ بڑائی کی تعریف میں بھی غلطی ہے کیونکہ اصل میں وہ بادشاہ بڑا ہوتا ہے۔ جو اپنے لوگوں کی خواہ چھوٹی خواہ بڑی باتوں پر غور کرتا ہے۔ وہ وزیر اعظم سچ مچ بڑا ہوتا ہے جو کہ ہر ایک آنے والے کی درخواست کو سنتا ہے۔ وہ ہیڈ ماسٹر سچ مچ بڑا اور کامیاب ہوتا ہے۔ جو اپنے مدرسہ کے ہر ایک لڑکے سے۔ اس کی خوبیوں سے اور اس کی کمزوریوں سے واقف ہے۔ بے شک انسان کے محدود ہونے کی وجہ سے یہ کامل بڑائی کسی انسان سے ہو نہیں سکتی ہے مگر خدا لامحدود ہے تو کیا اس میں وہ خصوصیتیں نہیں ہوں گی جو سچی اور حقیقی بڑائی کے لئے ضروری اور لازمی مانی جاتی ہیں؟ اگر خدا فرداً فرداً ایک ایک کی خبر

نہیں لے سکتا تو وہ اس بات میں محدود ہوتا اور یوں خدا نہیں ہوتا۔ ہاں بیشک خدا ہر ایک سے محبت رکھتا ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ یہ ہمارا یقین ہے۔ ورنہ ہم کبھی دعا نہیں کرینگے ہم پولس رسول کے ساتھ متفق ہیں۔ جب وہ لکھتا ہے "خداوند یسوع مسیح نے مجھ سے محبت رکھی۔ اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالہ کر دیا" (گلتیوں ۲: ۲۰) +

باب (۲)

دعا کے بارے میں چند عام حقیقتیں

ہم اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کافی بیان کر چکے ہیں کہ دعا ممکن ہے اور نہ فقط ممکن بلکہ مناسب اور فائدہ مند ہے مگر دعا کے بارے میں چند اور عام باتیں ہیں جن کا ذکر کرنا مناسب ہوگا قبل اسکے کہ ہم دعا کی مختلف قسمیں پیش کریں۔ چار باتیں غور طلب ہیں۔

(۱) **دعا کرنا انسان کے لئے قدرتی امر ہے۔** دعا انسان کے لئے کوئی غیر معمولی کام نہیں ہے۔ دعا روح کی پرورش کے لئے ویسی ہی ضروری ہے۔ جیسے کہ کھانا جسم کی پرورش کے لئے آدمی اپنے جسم کی پرورش کی خاطر برابر کھانا کھاتا ہے اور اسیطرح آدمی کو چاہئے کہ اپنی روح کی پرورش کی خاطر برابر دعا کرے۔ اکثر ہم خاص مشکل میں خدا کے پاس بھاگتے ہیں اور دعا کرتے ہیں مگر یہ مناسب نہیں ہے ہم ہر وقت کھانا کھاتے رہتے ہیں کہ کسی وقت بھوک نہ لگے۔ اسیطرح نہ صرف ضرورت کے وقت بلکہ ہر وقت دعا کرنا چاہئے تاکہ ہم مصیبتوں اور مشکلوں کی برداشت کرنے کے لئے مضبوط ہو جائیں "جاگو اور دعا مانگو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو" (متی ۲۶: ۴۱) ممکن ہے۔ کہ اس خیال کی مخالفت اسطرح کی جائے۔ کہ دنیا میں بہت سے آدمی ہیں جو کبھی دعا نہیں کرتے۔ اور کوئی کام انسان کے لئے قدرتی نہیں قرار دیا جا سکتا جب تک کہ وہ عالمگیر طور پر بنی آدم کا خاصہ نہ ہو۔ اوّل تو میں نہیں مانتا کہ زیادہ لوگ دعا نہیں کرتے ہیں۔ تجربہ سے اور بالخصوص جنگ کے احوال سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت پر تقریباً سب

لوگ خدا کو پکارتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کو پکارنا اور اُس کا طالب ہونا انسان کا قدرتی خاصہ ہے لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ ان معترضوں کا کہنا درست ہے تو بھی دعا کو انسان کے لئے قدرتی امر سمجھنا چاہئے۔ آدمی جب بیمار ہے تو کھانے کو پسند نہیں کرتا مگر کوئی نہیں کہتا کہ کھانا انسان کے لئے قدرتی کام نہیں ہے۔ اسیطرح روح جب بیمار اور بگڑی ہوئی ہوتی ہے۔ تو بیشک دعا کرنے سے نفرت رکھتی ہے اور بگڑی ہوئی ہوتی ہے لیکن اس امر سے دعا غیر معمولی اور خلاف طبع ثابت نہیں ہوتی دعا تندرست انسان کے لئے بالکل قدرتی اور طبعی امر ہے اور علیل انسان کے لئے بھی سب سے اچھی اور مفید دوا ہے۔ کتاب مقدس میں ہم دیکھتے ہیں کہ بعض نبیوں کو اور خدا کے بندوں کو دعا کرنے کی عادت تھی اور ہر وقت ضرورت کے وقت بھی اور عام طور پر بھی دعا کرتے تھے۔ جیسا کہ سب انسان ضرورت کے وقت اور روزمرہ دو تین دفعہ کھانا کھاتے ہیں مثلاً دانی ایل (۶: ۱۰) میں لکھا ہے "جب دانی ایل نے دریافت کیا کہ اس نوشتہ پر دستخط ہو گیا تو وہ اپنے گھر میں آیا اور اپنی کوٹھڑی کا دریچہ جو یروشلیم کی طرف تھا کھول کر اور دن بھر میں تین مرتبہ گھٹنے ٹیک کر خدا کے حضور جس طرح سے آگے کرتا تھا دعا اور شکرگزاری کرتا رہا" خداوند یسوع مسیح کی زندگی میں اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ ہر موقع پر خدا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور یہ اس کی کامل انسانیت کے خلاف نہیں تھا۔ اس قدرتی دعا کے سبب سے وہ کہہ سکا کہ "مَیں اور میرا باپ ایک ہیں" (یُوحنا ۱۰: ۳۰) پولس رسول طبعی طور پر ہمیشہ دعا کرتا تھا اور رومیوں کی طرف لکھتا ہے کہ "خُدا میرا گواہ ہے کہ میں بلاناغہ تمہیں (دعاؤں) یاد کرتا ہوں" (۱: ۹) اور تھسلنیکیوں کو اور ہم سب مسیحیوں کو اس کی یہی صلاح اور نصیحت ہے "بلاناغہ دعا مانگو" (۱ تھسلنیکیوں ۵: ۱۷)

(۲) **دعا کرنی مشکل ہے**۔ دعا کے بارے میں دوسری عام بات یہ ہے کہ دعا کرنی مشکل ہے۔ اور پہلے پہل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات پہلی بات کے خلاف ہے۔ لیکن خوب غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں باتیں دعا کی نسبت سچ ہیں۔ دعا قدرتی ہے۔ اور دعا مشکل بھی ہے جب پہلے مسئلہ کے متعلق انسان کے جسم کی صحت کا میں نے ذکر کیا تو آپ کو یاد ہوگا کہ بیماری اور تندرستی کا ذکر آیا اب تو انسان قدرتی طور پر تندرست رہتا ہے لیکن جسمانی طبیعت میں بہت سی کمزوریاں ہیں جو دنیا کی اور قوتوں کے سبب سے انسان کو بیماری میں مبتلا کر دیتی ہیں اور انسان کو یہ بڑی مشکل ہمیشہ درپیش ہے کہ میں اس دنیا میں رہ کر اور دنیا کی اور قدرتی کششوں کا مقابلہ کر کے کس طرح سے تندرست رہ سکتا ہوں اور اپنی قدرتی صحت ٹھیک اور بیداغ رکھ سکتا ہوں اسیطرح روحانی طور پر ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان ہمارا دشمن ہمیشہ اس بات کے درپے رہتا ہے۔ کہ انسان کو دعا کے بارے میں غافل اور لاپروا بنائے۔ ہمارا دلی تقاضا بیشک یہ ہے کہ ہمیشہ دعا کرنی چاہئے۔ اور جیسا تعلق باپ اور بیٹے کے ساتھ ہوتا ہے ویسا تعلق ہمارے اور ہمارے پیدا کرنیوالے کے بیچ میں ہونا چاہئے لیکن پھر شیطان کی آواز سنائی دیتی ہے کہ دعا کرنے سے کیا فائدہ ہے یا جب سب اچھی طرح سے ہیں کیا ضرورت ہے کہ دعا کی جائے؟ اسیطرح سے ہم دعا کے قدرتی استعمال کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس کو اپنے کسی اوزار کی طرح اپنا کوئی مطلب حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ پس شیطانی کشش کا مقابلہ کرنا اور اپنی روحانی صحت کو ٹھیک اور بیداغ رکھنا بہت مشکل کام ہے۔ اور ہم کمزور انسانوں کو چاہئے کہ دل وجان سے اور بڑی کوشش کے ساتھ اور بغیر مایوس ہوئے اس قدرتی دعا کی عادت کو قائم رکھیں اکثر دعائیں جو کتاب مقدس میں پائی جاتی ہیں وہ ایک لڑائی سی معلوم ہوتی ہیں اور خدا کے بندے بڑے جوش کے ساتھ

(۳) **تیسری عام بات** دعا کے بارے میں میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اکثر یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ دعا کرنے سے صرف برکتیں مانگنی مراد ہیں اور میں نے گذشتہ درس میں اس خیال کی تردید کی بھی۔ اب ہم مختصر طور پر یہ پیش کرتے ہیں کہ دعا کی کتنی اور کونسی مختلف قسمیں ہیں۔ اس وقت ان کے اوپر زیادہ وقت لگانا ضرور نہیں کیونکہ اصل میں یہ اس سلسلہ کا مضمون ہے اور بعد میں ہم ان میں سے ہر ایک کو الگ الگ زیادہ تفصیل کے ساتھ کھولیں گے۔

(۱) اوّل تو پرستش کی دعا ہے مثلاً "اے میری جان خداوند کو مبارک کہہ اے خداوند میرے خدا تو نہایت بزرگ ہے تو حشمت اور جلال کا لباس پہنے ہوئے ہے" (زبور ۱۰۴: ۱)

(۲) شکر گزاری کی دعا مثلاً "اس لئے کہ میری شوکت تیری مدح اور ثنا گاوے۔ اور خاموش نہ رہے اے خداوند میرے خدا میں ابد تک تیرا شکر کرتا رہونگا" (زبور ۳۰: ۱۲)

(۳) اقرار کی دعا مثلاً "اے میرے خدا میں شرماتا ہوں اور تیری طرف اے میرے خدا اپنے منہ کے اٹھانے سے لجاتا ہوں کیونکہ ہمارے گناہ ہمارے سر کے اوپر سے بھی زیادہ بڑھ گئے ہیں اور ہماری خطائیں آسمان تک پہنچ گئی ہیں" (عزرا ۹: ۶)

(۴) درخواست کی دعا مثلاً "اے خداوند کان دھر اور سن۔ اے خداوند اپنی آنکھیں کھول اور دیکھ۔ اور سنحیرب کی ان سب باتوں کو جس نے اس آدمی کو بھیجا۔ کہ زندہ خدا کو ملامت کرے سن لے اور اب اے خداوند ہمارے خدا تو ہم کو اسکے ہاتھ سے بچالے تاکہ زمین کی ساری بادشاہتیں یقین جانیں کہ تو ہی اکیلا خداوند خدا ہے (۲ سلاطین ۱۹: ۱۶ اور ۱۹)

(۵) سفارش کی دعا مثلاً "میں ان کے لئے درخواست کرتا ہوں میں دنیا کیلئے درخواست نہیں کرتا بلکہ ان کیلئے جنہیں تو نے مجھے دیا ہے کیونکہ وہ تیرے ہیں (یوحنا ۱۷: ۹)

(۶) تخصیصی دعا مثلاً اے خداوند مجھے اپنے حقوق کی راہ بتلا میں اسے آخر تک یاد

بڑی آہ وزاری کے ساتھ بڑی بردباری کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔ دیکھو ابراہیم کی دعائیں مثلاً پیدائش ۱۷: ۱۸ اور ۱۸: ۲۳-۳۳۔ اور یعقوب کی دعائیں مثلاً پیدائش ۳۲: ۲۴-۳۰۔ موسیٰ کی دعائیں مثلاً خروج ۳۲: ۳۰-۳۲ یرمیاہ کی دعائیں جو یرمیاہ کی کتاب میں پائی جاتی ہے۔ ان آیات کو بھی پڑھو "تب حزقیاہ نے اپنا منہ دیوار کی طرف کیا اور خداوند سے دعا مانگی "اور دعا کے بعد حزقیاہ زار زار رویا" (۲ سلاطین ۲۰: ۲-۳) یہ کوئی آسان کام نہیں تھا عزرا کا وہی تجربہ تھا جب عزرا نے دعا مانگی۔ اور رو رو کے اور خدا کے گھر کے آگے آپ کو گرا گرا اقرار کیا تو بنی اسرائیل میں سے ایک بہت بڑی جماعت اس کے پاس فراہم ہوئی کیونکہ لوگ پھوٹ پھوٹ روتے تھے" عزرا ۱۰: ۱) دعا کرنی مشکل ہے کیا میں غلط کہتا ہوں؟ نحمیاہ کے تجربہ کو دیکھو۔ اور ایسا ہوا کہ جب میں نے یہ باتیں سنیں میں بیٹھ گیا اور رونے لگا۔ اور کتنے دن تک غم کرتا رہا اور روزہ رکھا اور آسمان کے خدا کے حضور دعا مانگی" نحمیاہ ۱: ۴) جب ایوب نے دعا مانگی تو اس کی حالت ایسی پریشان تھی کہ اس نے اپنے کپڑے پھاڑے۔ اور سر منڈایا اور زمین پر جھک پڑا (ایوب ۱: ۲۰) خداوند یسوع مسیح کی اس دعا کی طرف جو اس نے گتسمنی کے باغ میں کی فقط اشارہ ہی کافی ہے جب اس نے دعا کی "تو اسکا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا" لوقا ۲۲: ۴۴) پولس رسول اپفراس کا ذکر یوں کرتا ہے "جو دعا مانگنے میں ہمیشہ جانفشانی کرتا ہے" (کلسیوں ۴: ۱۲) اور وہی رسول رومیوں سے التماس کرتا ہے کہ "تم میرے لئے خدا سے دعا مانگنے میں میرے ساتھ مل کر جانفشانی کرو" (رومیوں ۱۵: ۳۰) اور یسوع مسیح بے انصاف قاضی کی تمثیل دیتا ہے کیوں؟ اس غرض سے کہ "ہر وقت دعا مانگتے رہنا ہمت نہ ہارنی چاہئے" (لوقا ۱۸: ۱) پس یہ کوئی خیال نہ کرے کہ خدا سے دعا کرنا آسان ہے یہ بہت مشکل کام ہے جس کے لئے ہر وقت بیدار رہنا پڑیگا اور کبھی کبھی آنسو بھی بہانا ہوگا۔

رکھوں گا مجھ کو فہم عطا کر اور میں تیری شریعت کو حفظ کروں گا ہاں میں اُسے اپنے
سارے دل سے حفظ کر رکھوں گا"۔ (زبور ۱۱۹: ۳۳-۳۴)

(۷) شراکت کی دعا مثلاً "اے خدا تیرے اندیشے مرے حق میں کیا ہی قیمتی ہیں ان کی کل جمع کیا ہی بڑی ہے میں انہیں کیا گنوں؟ وہ تو شمار میں ریت سے زیادہ ہیں۔ جب میں جاگتا ہوں تو پھر بھی تیرے ساتھ ہوں (زبور ۱۳۹: ۱۷-۱۸)

(۸) دعا کے بارے میں آخری بات یہ ہے کہ دعا کسی خاص وضع یا کسی خاص طریقے یا کسی خاص جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں وضع کے بارے میں بعضوں کا خیال ہے کہ دعا کے لئے ہمیشہ گھٹنے ٹیکنا چاہئے لیکن کتاب مقدس میں دیکھا جاتا ہے کہ دعا ہر وضع میں ہو سکتی ہے۔ ہم کھڑے ہو کر دعا کر سکتے ہیں جیسا یرمیاہ نے کیا (یرمیاہ ۱۸: ۲۰) ہم بیٹھ کر دعا کر سکتے ہیں جیسا داؤد نے کیا (۲ سموائیل ۷: ۱۸) ہم منہ کے بل گر کر دعا کر سکتے ہیں جیسا خود ہمارے خداوند یسوع مسیح نے کیا (متی ۲۶: ۳۹) اور ہم گھٹنے ٹیک کر دعا کر سکتے ہیں۔ جیسا پولس رسول نے کیا (اعمال ۲۰: ۳۶) اور بولنے کے طریقے کے بارہ میں یہ ہے کہ کبھی کبھی ہم لبوں کو ہلائے بغیر دعا کر سکتے ہیں جیسا حنّہ نے کیا (۱ سموئیل ۱: ۱۳) یا بلند آواز سے دعا کر سکتے ہیں جیسا حزقی ایل نے کیا (حزقی ایل ۱۱: ۱۳) تیار کئے ہوئے الفاظ میں ہو سکتی ہے۔ (استثنا ۲۶: ۱-۱۱) یا بالکل دل کی آزادی کے ساتھ ایسے لفظوں میں جو پہلے سوچے نہ گئے ہوں دعا ہو سکتی ہے (فلپیوں ۴: ۶) اور جگہ کے بارے میں خیال رکھیں کہ ہر جگہ دعا ہو سکتی ہے کہ کوئی جگہ مخصوص نہیں ہے عبادت خانے میں دعا ہو سکتی ہے "حزقیاہ اٹھ کر خداوند کے گھر میں داخل ہوا اور خداوند کے آگے اُسے کھولا" (۲ سلاطین ۱۹: ۱۴) ہماری کوٹھڑی میں دعا ہو سکتی ہے "جبکہ میں تجھے اپنے بستر پر یاد کرتا ہوں اور رات کے پہروں میں تیرا دھیان کرتا ہوں" (زبور ۶۳: ۶) یا باہر کھیتوں میں دعا ہو سکتی ہے اور شام کو جس وقت کہ عورتیں پانی بھرنے کو آتی ہیں۔

...س نے اُس شہر کے باہر اپنے اونٹوں کو بٹھایا اور کہا کہ اے خداوند میرے خدا"
...غیرہ (پیدائش ۲۴: ۱۱-۱۲)

باب (۳)

پرستش کی دُعا

دعا کی تعریف میں ہم نے دیکھا ہے کہ دعا کرنا محض برکتیں مانگنی نہیں ہے بلکہ دعا ...بہت سی اور باتیں شامل ہیں یعنی ہماری روح کا خدا کی طرف عمدُ منجذب ہو جانا پس جب خدا کی تعریف اور حمد یا خدا کی پرستش کرنے کی نیت سے ہماری ...خدا کی طرف مائل ہوتی ہے تو ہم دعا کرتے ہیں۔ اس باب میں دعا کا یہ پہلو ہمارے زیر ...رہیگا پہلے ہم ان باتوں پر غور کرینگے جن کے سبب سے اس کو دعا کا ایک بہت ہی ...روری حصہ سمجھنا چاہئے پھر ہم دریافت کرینگے کہ یہ دعا کیسی نیت سے ہونی چاہئے۔ پھر خدا کے وجود اور صفات کے متعلق ان باتوں پر غور کرینگے جو پرستش اور تعریف ...ے نہایت ہی لائق ہیں۔ اور آخر ہم دیکھینگے کہ خدا کی پرستش کی دعا میں کون کون شخص ...ہمارے سکتا ہے۔ اور شروع سے آخر تک کتاب مقدس ہماری رہنما ہوگی اور آپ ...ے مطالعہ کے لئے بہت سے حوالے دیئے جائینگے۔

(۱) پرستش کی دعا کو دعا کا ضروری حصہ کیوں سمجھنا چاہئے؟ اول یہ خدا کا حق ...ہے۔ نہایت ہی مناسب اور ضروری ہے کہ ہم اس کی حمد اور تعریف کریں جب ...بھی کوئی انسان کوئی عجیب کام کرتا ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں تو کیا اس

معبود اور خالق کی تعریف نہیں کرنی چاہیئے جس نے تمام عالم کو اپنی قدرت اور حکمت سے پیدا کیا اور جو وہ اپنی مہربانی اور محبت سے اس کو سنبھالتا ہے۔ پیچھے ہم زیادہ تفصیل کیساتھ دیکھینگے کہ خدا کے وجود میں کون کونسی باتیں ہیں جو ہم کو مجبور کر دیتی ہیں کہ ہم اس کی پرستش کریں مگر اس وقت ہم اتنے ہی کہنے پر اکتفا کرینگے کہ ہمارے فائدے نقصان کی بات کو درکنار خدا اپنی ذات اور صفات میں ہر صورت سے حمد اور پرستش کے لائق ہے۔ یہ اس کا حق اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس خدا کے حق کو پورا کریں۔ داؤد اس کے بارے میں یہ کہتا ہے "میں خداوند کو پکارونگا جو ستائش کے لائق ہے" (۲ سموائیل ۲۲: ۴) اور یوحنا نے فرشتوں کو کیا کہتے ہوئے سُنا وہ بلند آواز سے کہتے تھے کہ "ذ کیا ہوا برّہ ہی قدرت اور دولت اور حکمت، طاقت اور عزت اور تمجید اور کے لائق ہے" (مکاشفہ ۵: ۱۲) فرشتے یہی کہتے رہتے ہیں تو کیا ہم جو اس کے بندے ہیں۔ خداوند کی پرستش اور تمجید کم کریں؟ (دوم) جب ہم اپنے فائدے کا خیال کر ہیں۔ تو پرستش کی دعا بالکل ضروری معلوم ہوتی ہے پرستش کی دعا خدا کی حضوری کی ہیکل کا نوبت خانہ ہے اس سے داخل ہو کر ہم پہچان سکتے ہیں۔ کہ وہ کون ہے جس سے ہم دعا کر رہے ہیں اور جسکے ساتھ ہم دوستانہ طور پر بات چیت کرتے ہیں۔ اگر اور طرح سے داخل ہوں تو ممکن ہے کہ ہم غرور اور شیخی کے ساتھ خداوند کے ساتھ باتیں کریں۔ یہ کوئی ہلکی بات نہیں ہے کہ ہم کو قادر مطلق کے سا باتیں کرنیکا موقع دیا جاتا ہے۔ اسلئے بڑے ادب اور خاکساری کیساتھ اس عجیب اور مبارک کام میں شریک ہونا چاہئیے۔ جب ہم پرستش کی دعا کرتے ہیں تو عاجزی اور خاکساری اور ادب کی روح پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ مناسب ا درست ہے۔ جب ہم دنیا کے کسی بزرگ یا بادشاہ کے پاس جاتے ہیں تو کیسے اور تعظیم کے ساتھ ہم پیش آتے ہیں۔ جب ہم دعا کرتے ہیں۔ تو بزرگوں کے سب

سے بزرگ اور بادشاہوں کے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں اور غرور اور شیخی کے بدلے عزت و تعظیم ہماری طرف سے ظاہر ہونی چاہئیے۔ لیکن اسکے علاوہ پرستش کی دعا کرنے سے انتظاری اور امید پیدا ہوتی ہے کہ ہماری دعائیں بیفائدہ نہیں ہونگی۔ بلکہ وہ جو قادر ہے اور ہر صورت سے حمد اور تعریف کے قابل ہے ضرور ہماری دعاؤں کو سنتا ہے۔ اس سے بڑا اور کوئی نہیں ہے جسکے پاس ہم جا سکتے ہیں اگر ہم دنیا کے کسی بزرگ کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ تو اکثر کسیکی معرفت جانا پڑتا ہے۔ اور کبھی کبھی بڑی مشکل سے ہماری عرض اُسکے کان تک پہنچتی ہے یہ عجب بات روشن ہو جاتی ہے کہ ہماری عرض سیدھی قادر مطلق خدا تک پہنچ گئی ہے۔ پس دعا کرتے وقت زبور کے لکھنے والے کی ہدایت ہمارے لئے مفید اور قابل عمل ہے "شکر گزاری کرتے ہوئے اسکے دروازوں میں اور حمد کرتے ہوئے اسکی بارگاہ میں داخل ہو" (زبور ۱۰۰: ۴)

(۲) **پرستش کی دعا کس نیت سے ہونی چاہئیے؟** جس نیت سے ہم خدا کی پرستش کرتے ہیں، اسی پر سب کچھ موقوف ہے پہلے دو غلط نیتوں کا ذکر کرونگا جو پرستش کی دعا کو بالکل بیفائدہ بلکہ مضر بنا سکتی ہیں (۱) اگر ہم خدا کو خوش کرنیکی نیت سے یا خدا سے اپنی مرضی کے مطابق برکتیں حاصل کرنے کی غرض سے اس کی تعظیم اور پرستش کریں۔ تو یہ خدا کو پسند نہیں ہے۔ خدا انسان نہیں ہے جو میٹھی خوشامد سے خوش کیا جا سکے بیشک دنیا میں دنیا کے لوگوں کے درمیان یہ قاعدہ ہے کہ اگر ہم اپنا کوئی مدعا حاصل کرنا چاہیں تو دوسروں کے سامنے بڑے ادب کیساتھ اور کبھی کبھی بڑی خوشامد کے ساتھ پیش آئیں لیکن خدا کے سامنے ایسا کرنا بالکل بے اثر ہے بلکہ خدا ایسے دکھاوے سے نفرت رکھتا ہے یسعیاہ نبی کیا کہتا ہے جب تم میرے حضور میں آکر اپنے تئیں دکھاتے ہو۔ تو کون تم سے یہ چاہتا ہے کہ میری بارگاہوں کو روندو۔ اب آگے کو جھوٹے ہدیے مت لاؤ کہ ان سے نفرت ہے نئے چاند اور سبت، اور عیدی جماعت سے بھی کیونکہ

میں عید اور بیدینی دونوں کی برداشت نہیں کرسکتا ہوں۔ میرا جی تمہارے نئے چاندوں اور تمہاری عیدوں سے بیزار ہے وہ مجھ پر ایک بوجھ ہیں انکے اٹھانے سے تھک گیا جب تم اپنے ہاتھ پھیلاؤگے تو میں تم سے چشم پوشی کرونگا۔ ہاں جب تم دعا بہ دعا مانگوگے تو میں نہ سنوں گا۔ تمہارے ہاتھ لہو سے بھرے ہیں" (۱: ۱۲ وغیرہ) ان سے خوفناک اور ہولناک الفاظ کون بنا سکتا ہے اور یہ خدا کے الفاظ اُن شخصوں کے بارہ میں ہیں جو سمجھتے ہیں کہ خدا کی حمد اور تعظیم کرنے سے وہ ہمارے بُرے کاموں سے چشم پوشی کرے گا۔ (ب) اور دوسری غلط نیت یہ ہے کہ ہم صرف اپنی زبان سے خدا کی تعریف کریں اور اپنی زندگی اور چال چلن کے بارے میں بالکل لاپرواہ رہیں۔ یسعیاہ نبی بتاتا ہے کہ خداوند ان لوگوں کے ساتھ کیا کریگا "جو اپنی زبان سے میری نزدیکی ڈھونڈھتے ہیں اور اپنے ہونٹوں سے میری تکریم کرتے ہیں لیکن انکے دل مجھسے دور ہیں" (۲۹: ۱۳) ہماری دعا یہ ہونی چاہیئے "ہم تیری منت کرتے ہیں کہ اپنی سب رحمتیں ہمارے دلوں پر ایسی نقش کر کہ ہم بے ریا دل سے شکرگزار ہوں اور تیری حمد نہ صرف زبان سے بلکہ چال چلن سے بھی ظاہر کریں" (انگریزی کلیسا کی نماز کی کتاب شکرانہ عام) خدا کی حمد اور پرستش کیلئے صرف یہی نیت ہمارے دل میں بڑے زور کے ساتھ ہونی چاہیئے کہ وہ اپنی حمد اور پرستش کے لایق ہے لالچ کی نیت بالکل بُری اور بیجا ہے اور ہم خدا کی پرستش اس خیال سے بھی نہ کریں۔ کہ پہلے اس نے ہم کو بہت سی برکتیں دی ہیں وہ تو شکرگزاری کی دعا ہے۔ اور اس پر آگے غور کیا جائیگا۔ پرستش کی دعا کے لئے صرف یہ ایک وجہ ہے کہ ہم انسان ہیں اور وہ خدا ہے اور اس تعلق کا تقاضا خاصکر جب ہم خدا کی ذات وصفات کو یاد کرتے ہیں یہ ہے کہ ہم دل سے اس کی پرستش کریں +

(۳) خدا کی ذات وصفات میں کون کونسی باتیں ہیں جو پرستش

کے لایق ہیں۔

خدا کی صفات بیشمار ہیں۔ اور ہر صفت میں وہ لاثانی ہے۔ اب کتاب مقدس کے حوالہ کے ساتھ ہم چند صفات کا ذکر کرینگے اور امید ہے کہ ان کو سُنکر ہمارے دلوں پر ایسا اثر پیدا ہوگا کہ ایکدم اقرار کرینگے کہ بیشک ہمارا خدا عزت اور تمجید اور حمد کے لایق ہے۔ (۱) اس کی بزرگی "خداوند بزرگ ہے اور وہ ستائش کے لایق ہے۔ اور اس کی بزرگی تحقیق کرنے سے باہر ہے" (زبور ۱۴۵: ۳) (۲) اس کا جلال "وہ خداوند کے نام کی ستائش کریں۔ کیونکہ اس کا نام اکیلا عالیشان ہے اُسی کا جلال زمین اور آسمان کے اوپر پھیلا ہے" (زبور ۱۴۸: ۱۳) (۳) خدا کا کمال "خدا جو ہے اس کی راہ کامل ہے۔ خداوند کا کلام صاف تایا ہوا ہے" (۲ سموئیل ۲۲: ۳۱) "پس چاہیئے کہ تم کامل ہو جیسا تمہارا آسمانی باپ کامل ہے" (متی ۵: ۴۸) (۴) اس کی حکمت "واہ! خدا کی دولت اور حکمت اور علم کیا عمیق ہے اس کے فیصلے کس قدر ادراک سے پرے اور اسکی راہیں کیا ہی بےنشان ہیں! خداوند کی عقل کو کس نے جانا ہے یا کون اس کا صلاح کار ہوا" (رومیوں ۱۱: ۳۳۔ ۳۴ اور ذیل کے حوالے بھی دیکھ لیں ایوب ۳۶: ۴۔ دانی ایل ۲: ۲۱ و ۲۲ رومیوں ۱۲: ۲۷) (۵) اس کی قدوسی "خداوند کی مانند کوئی قدوس نہیں تیرے سوا کوئی نہیں" (۱ سموئیل ۲: ۲) "اے خداوند کے مقدس لوگو اس کے لئے گاؤ اور اس کی قدوسی کی یادگاری میں شکر کرو" (زبور ۳۰: ۴) اور ذیل کے حوالے بھی دیکھ لیجئے یسعیاہ ۶: ۳۔ مکاشفہ ۴: ۸) (۶) اس کی محبت "خدا محبت ہے" (۱ یوحنا ۴: ۸) "محبت اسمیں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجا" (۱ یوحنا ۴: ۱۰) (اور ذیل کے حوالہ دیکھ لیجئے یرمیاہ ۳۱: ۳ ہوسیع ۱۱: ۴۔ رومیوں ۸: ۳۸) (۷) اس کا تحمل "خداوند بڑا صابر اور رحیم ہے گناہوں اور خطاؤں کا بخشنے والا۔ لیکن وہ ہرحال بیگناہ نہ ٹھیرائیگا" (گنتی ۱۴: ۱۸) (اور ذیل کے حوالے بھی دیکھ

لیں زبور ۵۷ : ۳۸ رومیوں ۲ : ۴ - ۲ پطرس ۳ : ۹ -)۔ اور اگر ہم اُن طریقوں پر غور کر
کریں جن سے خدا نے اپنے آپکو اور ہماری صفات کو ہمارے اوپر ظاہر کیا ہے
اُسکی حمد اور پرستش کیلئے بڑے بڑے وجہ ہمیں دکھائی دینگے۔ مثلاً (۱) قدرت میں
خدا کا ظہور "آسمان خدا کا جلال بیان کرتے ہیں اور فضا اس کی دستکاری دکھاتی
ہے" (زبور ۱۹ : ۱) (۲) تواریخ میں خدا کا ظہور "اے خدا ہم نے اپنے کانوں سے سُنا
اور ہمارے باپ دادا نے اس کام کو جو تو نے ان کے دنوں میں سابق زمانہ میں کیا
ہے ہم سے بیان کیا" وغیرہ (زبور ۴۴ : ۱)۔ یا اعمال کے ساتویں باب میں استفنس کی
تقریر میں پڑھو کہ خدا نے کیسے قوی ہاتھ سے کیسے کیسے عجیب کام بنی اسرائیل کے لئے
کئے تھے اور سب سے بڑھکر (۳) خداوند یسوع مسیح میں خدا کا ظہور۔ "اگلے زمانہ میں
خدا نے باپ دادا سے حصہ بحصہ اور طرح بطرح نبیوں کی معرفت کلام کرکے اس زمانہ
کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا وہ اسکے جلال کا پرتو اور اسکی ذات کا
نقش ہے" (عبرانیوں ۱ : ۱ - ۳) اس کامل اور قدوس خدا کو جسم کی صورت میں
مجسم دیکھکر ہم مسیحی تو درکنار اور قوموں میں بھی کوئی ایسا نہیں جو اس حقیقت
کو سمجھکر حمد اور پرستش سے باز آئے۔ ایک سوال اور رہ گیا ہے

(۴) خدا کی پرستش کی دعا میں کون کون شریک ہوتا ہے؟ اور اس
کا جواب بھی کتاب مقدس میں سے نکالینگے (۱) تمام مخلوقات "اے خداوند تیرے سارے
دستکاری تیری ثناخوانی کرتی ہے" (زبور ۱۴۵ : ۱۰) (اور زبور ۱۴۸ : ۱ - ۵) بھی پڑھو
(۲) خدا کے فرشتے "تو نے آسمان کو اور آسمانوں کے آسمان کو اور ان کی ساری آبادی
کو اور زمین کو اور جو کچھ اس پر ہے اور سمندروں کو اور جو کچھ ان میں ہے بنایا
اور تو سبھوں کا پروردگار ہے۔ اور آسمانوں کا لشکر تجھے سجدہ کرتا ہے" (نحمیاہ ۹
: ۶) (اور یسعیاہ ۶ : ۳ بھی پڑھو) (۳) انسان زبور ۱۴۵ : ۲۱) میرا منہ خدا کی

کی ستائش کا مضمون کہیگا۔ ہاں ہر ایک بشر ابدالآباد اسکے مقدس نام کو مبارک کہا
کرے" (۴) بچے اور شیرخوار متی ۲۱ : ۱۶ "یسوع مسیح نے ان سے کہا ہاں کیا تم نے یہ کبھی
نہیں پڑھا کہ بچوں اور شیرخواروں کے منہ سے تو نے حمد کو کامل کرایا" (۵) غیر قومیں رومیوں
۱۵ : ۱۱ "اے ساری غیر قومو خداوند کی حمد کرو اور ساری امتیں اس کی ستایش کریں" اور
(۶) مقدس لوگ یعنی مسیحی۔ زبور ۳۰ : ۴ "اے خداوند کے مقدس لوگو اس کیلئے گاؤ" (زبور ۱۴۵
: ۱۰) "تیرے مقدس لوگ تجھے مبارکباد کہتے" ہم نے دیکھا ہے کہ مسیحیوں کیلئے نہایت
ضروری اور مناسب ہے کہ وہ خدا کی پرستش کی دعا کریں کیونکہ خدا نے اپنے آپ کو اوروں
کے اوپر ظاہر نہیں کیا جیسے اس نے ہم پر ظاہر کیا ہے اور کوئی اور لوگ اس کی ذات
و صفات سے واقف نہیں ہو سکتے ہیں جیسے ہم اس کو یسوع مسیح میں دیکھکر واقف ہیں۔
ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ہم کامل عاجزی اور بے ریائیت سے اس کی
پرستش کریں۔ اور اگر ہم ایسا نہ کریں تو پتھر ہمیں شرمندہ کر دیں گے۔ جیسا خداوند یسوع
مسیح نے اپنے شاگردوں کے بارہ میں کہا تھا (لوقا ۱۹ : ۴۰) "میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر
یہ چپ رہیں تو پتھر چلا اٹھیں گے"۔

باب (۴)

شکر گزاری کی دُعا

گذشتہ باب میں ہمارا مضمون پرستش کی دعا تھا۔ اور اب دعا کی دوسری قسم ہمارے سامنے ہے یعنی شکر گزاری کی دعا اور ان دونوں قسموں میں ایک حقیقی تعلق ہے۔ جب ہم خدا کی پرستش اور تعریف کرتے ہیں تو ہم اُن صفات کا ذکر کرتے ہیں جن سے ہماری زندگی قائم رہتی ہے اور جن کے ذریعے سے ہماری روزانہ پرورش ہوتی ہے۔ اور خواہ مخواہ دل میں شکر گزاری پیدا ہوتی ہے یا اگر ہم شکر گزاری کرنا چاہتے ہیں اور ان برکتوں اور نعمتوں کا ذکر کرنے لگتے ہیں جن کے سبب سے ہم شکر گزار ہیں تو فوراً دیکھتے ہیں کہ خدا کیسی تعریف اور حمد کے لایق ہے اور یہ بات ذکر کے قابل ہے کہ جو لفظ شکر گزاری کے لئے آیا ہے۔ اُس کا ترجمہ لغت میں خدا کی تعریف کرنا ہو سکتا ہے مگر پھر بھی ان میں تھوڑا فرق ہے اور اس تھوڑے فرق کے سبب سے میں نے پرستش کی دعا پہلے لے لی اور شکر گزاری کی دعا پیچھے رکھی۔ خدا اپنی ذات اور صفات میں پرستش کے قابل ہے۔ خدا کے اس حق میں شکر گزاری کا دخل نہیں ہے شکر گزاری اس سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ تعریف اور پرستش کا اصلی سبب نہیں ہے "ہم اس لئے اس سے محبت کرتے ہیں کہ پہلے اس نے ہم سے محبت کی" (۱یوحنا ۴: ۱۹) شروع خدا کی طرف سے ہے اور فرض کیا کہ اس کی طرف سے کوئی خاص برکتیں نہیں ملیں جن سے عموماً شکر گزاری

پیدا ہوتی ہے تو بھی وہ اپنی ذات اور صفات میں پرستش کے لائق ہے اس وجہ سے ہم نے پرستش کی دعا پہلے لے لی لیکن اب ہم دعا کی وہ دوسری قسم لیتے ہیں جو اس سے تعلق رکھتی ہے اور جس سے اکثر پرستش اور تعریف دفنی ہو جاتی ہے یعنی شکر گزاری کی دُعا۔

(۱) اِسکے بارے میں پہلی بات یہ ہے۔ کہ انجیل میں ہم کو اکثر صلاح دیجاتی ہے۔ کہ ہم خدا کے سامنے اپنی شکر گزاری ظاہر کریں۔ مثلاً فلپیوں ۴: ۶ میں لکھا ہے کہ "ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں دعا اور منت کے وسیلے سے شکر گزاری کیساتھ خدا کے سامنے پیش کیجائیں"۔ اور زبور ۹۲: ۱-۲ میں یوں آیا ہے "خداوند کا شکر کرنا اور تیرے نام کی ستائش کے گیت گانا اے حق تعالیٰ بھلا ہے صبح تیری شفقت کا اور راتکو امانتداری کا تذکرہ کرنا"۔ اور اس کے علاوہ زبور کی کتاب کی اور بہت سی جگہ (مثلاً ۵۰: ۱۴- ۹۶: ۲- ۱۰۰: ۴) (۲) تعجب کی بات ہے کہ انسانی اخلاق میں ناسپاسی اور احسان فراموشی بہت بری بات مانی جاتی ہے مگر اکثر دیکھا جاتا ہے کہ یہی لوگ جو اس کو آپس کے برتاؤ کے معاملوں میں بری بات مانتے ہیں روز بیشمار برکتیں خدا کی طرف سے حاصل کرتے ہیں اور دن میں ایک دفعہ بھی بلکہ کبھی کبھی مہینہ میں یا زندگی بھر میں ایک دفعہ خدا کا شکریہ ادا نہیں کرتے! یہ کیسی بے ادبی اور بے انصافی کی بات ہے۔ خدا کی طرف ہمارا پہلا فرض ہے اور سب سے پہلے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے پیچھے ہم انسانی اخلاق کے قاعدے کو پورا کریں۔

علاوہ ازیں خدا کا شکریہ ادا کرنے میں ہمارا بھی فائدہ ہے۔ خدا کی برکتوں کا پورا فیض ہم نہیں اٹھا سکتے جب تک شکر گزار نہ ہیں۔ جب ہم کو کچھ ملتا ہے اور ہمنے اس کے حاصل کرنے میں روپیہ خرچ کیا ہے تو بیشک جتنا روپیہ خرچ ہوا اُتنی ہی اُس چیز کی قدر ہوتی ہے۔ اگر ہم کو کچھ مفت ملتا ہے تو اکثر اسکی قدر بالکل ہی نہیں ہوتی

ہے۔ مگر ہاں بیشک ایک صورت میں ہم اسکی قدر کرینگے۔ جب ہم دل سے شکرگزار رہیں گی۔ اور اس شخص کا جس نے اسے ہم کو دیا ہے احسان مانیں۔ جو برکتیں ہم کو خدا کی طرف سے ملتی ہیں سب مفت ملتی ہیں اور اگر ہم ان کو اپنا حق سمجھ کر لیں۔ تو بیشک ہم ان کی قدر نہیں کرینگے اور قدر نہ کرنے کی وجہ سے اُن سے پورا فائدہ نہیں اٹھا سکینگے۔ لیکن اگر ہم پاتے ہی شکرگزار ہوں اور خدا کا بڑا احسان مانیں تو بیشک ہم ان [illegible] برکتوں کے اوپر زیادہ غور کریں گے۔ اور سوچتے سوچتے ان کا پورا فیض اور فائدہ معلوم کرینگے پس نہ صرف انصاف کی اور خدا کے حق کی بات ہے۔ پر ہمارے نج کے فائدے کی بات ہے کہ ہم روز روز اس کا شکریہ ادا کریں۔

انجیل کا ذکر ہوا کہ اس میں ہم کو بار بار شکرگزار ہونے کی ہدایت اور تعلیم ملتی ہے انجیل میں ہم شکرگزاری کی مثالیں بھی دیکھتے ہیں آگے جاکر بہت سے اقتباس دیں گے لیکن اسوقت ہم پرانے عہدنامے کے دانی ایل کو اور نئے عہدنامے سے اپنے خداوند یسوع [illegible] کی عادت کو پیش کرتے ہیں "میں تیرا شکر اور تیری ستائش کرتا ہوں۔ اے میرے باپ دادا کے خدا جس نے مجھے حکمت اور قوت بخشی" (دانی ایل ۲: ۲۳) پھر یسوع نے آنکھیں اٹھا کر کہا۔ "اے باپ میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے میری سن لی" (یوحنا ۱۱: [illegible]) (اور دیکھو متی ۱۱: ۲۵-۲۶: ۲۷ یوحنا ۶: ۱۱)

(۲) اب ہم تھوڑی دیر کے لئے ان باتوں پر غور کریں گے جن کے سبب سے ہمیں خدا کا شکرگزار ہونا چاہئے اور اس باقی مضمون کو ہم تین حصوں میں تقسیم کریں گے پہلا شکرگزاری ان روزمرہ کی برکتوں کے لئے جو ہمیں اس کی عنایت سے ملتی ہے۔ دوم شکرگزاری خاص موقعوں پر اور سوم شکرگزاری نجات کیلئے جو ہمیں خداوند یسوع مسیح کی معرفت ملتی ہے۔

(۱) روزمرہ کی برکتوں کیلئے خدا کی شکرگزاری۔ کبھی کبھی یہ بات مفید

[illegible]۔ اگر ہم خدا کی برکتوں کو شمار کرنے کی کوشش کریں ہم کو معلوم نہیں کہ خدا کی طرف سے ہم کو کیا ملتا ہے جب تک ہم ان پر نہ سوچیں یا ان کو شمار نہ کریں۔ اگر ہم اس مفید کام [illegible] میں دل لگائیں تو آخرکار ہم کو تعجب ہوگا کہ خدا ہمارے اوپر کیسا مہربان ہے۔ ہمکو بہت [illegible] کچھ قدرتی طور پر ملتا ہے اور برابر ملنے کی وجہ سے ہم نے اس کو اپنا حق سمجھ لیا ہے۔ [illegible] بھی یاد کرنا چاہئے کہ یہ خدا کی مہربانی ہے۔ اور اگر نیکوں اور بدوں اور شکرگزاروں اور ناشکروں دونوں پر اپنی بارش برساتا ہے یا سورج چمکاتا ہے تو یہ اس کی فیاضی کا ثبوت ہے اور اس میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ناسپاس ہوں۔ اب خدا کی نعمتوں کا حساب کرو۔ اول تو کھانا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ یہ میری محنت سے ملتا ہے۔ بیشک انسان کو اس میں محنت کی ضرورت ہے لیکن اگر خدا اپنا ہاتھ اٹھا لے تو کون اپنی محنت سے کھا سکیگا۔ عام برکتوں کے ذکر میں یہ سب سے پہلے آتا ہے۔ کہ ہم جب کبھی کھائیں [illegible] کا شکریہ ادا کریں۔ خداوند یسوع مسیح کا یہی دستور تھا "یسوع نے وہ روٹیاں لیں۔ اور شکر کرکے بانٹ دیں" (یوحنا ۶: ۱۱) اور پولس رسول اپنے خداوند کی عادت کو یاد کرکے ایسا ہی کیا کرتا تھا "یہ کہہ کر اس نے روٹی لی اور اُن سب کے سامنے خدا کا شکر کیا اور توڑ کر کھانے لگا" (دیکھو اعمال ۲۷: ۳۵) رہنے کیلئے مکان پہننے کیلئے کپڑے۔ رات کے وقت حفاظت۔ دن کے وقت ہدایت۔ یہ سب کچھ اس کی مہربانی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ دنیا میں لاوارث ہیں اور ان کا کوئی دوست یا رشتہ دار نہیں ہے خدا نے ہمکو مہربان اور عزیز رشتہ اور دوست بخشے ہیں کیا ہم ان کے لئے شکرگزار نہ ہوں۔ [illegible] کتابیں ہیں پڑھنے کے لئے۔ عمدہ تصویریں ہیں دیکھنے کیلئے۔ درس اور وعظ ہیں ہماری مدد کیلئے۔ ہماری ہر ایک ضرورت اور فائدہ کیلئے خدا نے سب کچھ مہیا کیا ہے اچھی صحت بھی اُس نے بخشی یہ کیسی عجیب نرالی بات ہے کہ جب بیمار پڑتے ہیں تو زار زار دعا کرتے ہیں اور جب خدا ہم کو اچھا کر دیتا ہے تو کبھی کبھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ لیکن

جب ہم روز روز اور سال بسال تندرست رہتے ہیں تو شکرگزاری کی ضرورت نہیں
دیکھتے۔ اصل میں یا اور خاص وجہ سے شکرگزار ہونے کیلئے۔ اور اس مثال سے
آپ کو سچ ثابت ہوئی جو میں نے پہلے کہی کہ ہم جب تک شکرگزار نہ ہوں خدا کی بخشی
کا پورا فیض نہیں اٹھا سکتے۔ جب ہم عام صحت کیلئے خدا کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔
دیکھتے ہیں کہ ہم کیسے خوش نصیب ہیں۔ اور ضرور یہ خیال اور یہ ارادہ پیدا ہوگا۔ کہ
اس اچھی صحت کو اس کی خدمت میں صرف کروں۔ غرض سب باتوں میں شکرگزاری
چاہئے۔ جیسا پولس رسول اکثر کیا کرتا تھا "ہر ایک بات میں شکرگزاری کرو کیونکہ مسیح
یسوع میں تمہاری بابت خدا کی یہی مرضی ہے" (۱ تھسلنیکیوں ۵: ۱۸) اور "سب باتوں
میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام سے ہمیشہ خدا باپ کا شکر کرتے رہو" (افسیوں
۵: ۲۰ اور دیکھو ۲ کرنتھی ۹: ۱۱ اور ۱ تمتھیس ۴: ۳-۴)۔

(۲) **شکرگزاری خاص خاص موقعوں پر۔** پہلی نظر میں یہ ایسا مشکل نہیں
ہے جیسا ہر وقت خدا کی عام برکتوں کیلئے اس کا شکریہ ادا کرنا مشکل ہے مثلاً جب
نے ہم کو خاص خطرے کے وقت بچایا ہے تو بیشک ہم فوراً اس کی شکرگزاری دعا کے
وسیلے سے کرتے ہیں۔ اور یہ بالکل ٹھیک اور مناسب ہے یا اگر سخت بیماری کے بعد
نے ہم کو پھر تندرست کردیا ہم بیشک اس کے شکرگزار ہوتے ہیں۔ مگر اس معاملے میں
اس طرح پڑتی ہے۔ جب ہم نے کسی طرح سے اپنی حکمت یا اپنی طاقت سے کسی بڑا
یادگار کام کو انجام دیا ہے تو اکثر لوگوں کی تعریف سے ہم خوش رہتے ہیں۔ اور اس
خوشی اور خود پسندی میں ہم بھول جاتے ہیں کہ خدا ہی نے ہم کو وہ حکمت یا وہ طاقت
وہ دولت بخشی ہے جس کے وسیلے سے ہم اس کام کو پورا کرسکے۔ نحمیاہ کی مثال کو یاد کرنا
چاہئے۔ کہ جب اس نے بڑی کوشش اور بڑی محنت کے بعد یروشلیم کی شہر پناہ
کو ختم کیا تو اس کی تقدیس کے وقت اس نے خدا کی شکرگزاری ادا کرنے کے

انتظام کیا۔ لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ اور دونوں شکرگزاری کرتے ہوئے
پناہ میں داخل ہوئے (اس کا بیان نحمیاہ کی کتاب ۱۲: ۲۷ آیت سے [illegible] ہوا)
اس طرح جب کبھی خدا کے فضل سے ہم کسی خاص کام کو انجام دیتے ہیں تو پہلا
اول ہماری لیاقت یا طاقت کا نہیں ہونا چاہئے بلکہ خدا کی شکرگزاری کا ہونا چاہئے
ٹھیک اور موقع ہے جس پر شکریہ ادا کرنا مناسب ہے۔ اور جس کے بارے میں انجیل
شکرگزاری خاص نمونہ ملتا ہے۔ جب ہمارے کام اور کوشش اور ایمان کے سبب سے غیر
قوموں میں سے لوگ سچے دل سے مسیحی ہوتے ہیں تو شکر کا مقام ہے۔ اور اگر ہم ایسے
واقعات دل سے شکر کریں تو ہم کسی کو ناچیز نہیں جانیں گے۔ بلکہ ہر ایک کو بہت ہی
قیمتی خیال کریں گے۔ یہ پولس رسول کی عادت تھی۔ بیشک اس زمانے کے نو
مریدوں میں بہت سی کمزوریاں تھیں۔ بہت سی پرانی باتیں تھیں۔ تو بھی وہ ان کے
لئے ہمیشہ خدا کا شکر کرتا ہے۔ "اول تو میں تم سب کے بارے میں یسوع مسیح کے وسیلے
اپنے خدا کا شکر کرتا ہوں کہ تمہارے ایمان کا تمام دنیا میں شہرہ ہو رہا ہے" (رومیوں
۱: ۸) اور (۱ کرنتھی ۱: ۴) "میں تمہارے بارے میں خدا کے اس فضل کے باعث جو مسیح
یسوع میں تم پر ہوا ہے ہمیشہ اپنے خدا کا شکر کرتا ہوں"۔

(۳) **شکرگزاری اس نجات کیلئے جو ہمیں خداوند یسوع مسیح کی معرفت**
ملی ہے۔ اس مضمون پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بہت سی دعاؤں
کے سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ بہت سی باتوں میں خدا کی برکتوں کے بارے میں [illegible]
ناسپاس ہیں لیکن کم ازکم اس بات میں کوئی کمی نہیں ہے ہم جانتے ہیں اور ہم جانتے ہیں
کہ ہم پیدائش سے اور اعمال سے موت اور ہلاکت کے وارث ہیں مگر خداوند یسوع مسیح
کے وسیلے سے ہم نجات پا چکے ہیں۔ اور اب خدا کے فرزند اور ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہیں
اس بڑی سے بڑی برکت کو یاد کرکے کون مسیحی خاموش رہیگا؟ ہر وقت ہم اس کے شکرگزار

اور احسان مند رہیں گے"۔ ہائے میں کیسا کم بخت آدمی ہوں! اس موت کے بدن سے کون مجھے چھڑائیگا؟ اپنے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے خدا کا شکر کرتا ہوں" (رومیوں ۷: ۲۴-۲۵) "مگر خدا کا شکر ہے جو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم کو فتح بخشتا ہے" (۱ کر ۱۵: ۵۷) "اور شکر خدا کا اس کی اس بخشش پر جو بیان سے باہر ہے" (۲ کر ۹: ۱۵)

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے دو عبرت کی باتیں ہیں جو ذکر کے لائق ہیں۔ ایک تو یہ کہ شکر گزاری کی دعا محض زبان کی دعا نہیں ہونی چاہئے۔ گزری دفع پرستش کی دعا سوچتے وقت ہم نے صاف صاف دیکھا کہ محض زبان یا لبوں کی تعریف خدا کو پسند نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایسے دکھاوے سے نفرت رکھتا ہے۔ اور شکر گزاری کی دعا کے بارے میں یہ بات بالکل درست ہے۔ ہم اس حال میں اپنی شکر گزاری کی دعاؤں کو سچی اور زندہ اور قابل قبول بنا سکتے ہیں۔ جب ہم ان برکتوں کو جو اس نے ہم کو دیں۔ اسکی خدمت میں صرف کریں۔ اور اپنے چال چلن سے دنیا کے سامنے اسکے شکر گزار دکھائی دیں۔ اور دوسری عبرت کی بات یہ ہے ایک شکر گزاری کی دعا انجیل میں پائی جاتی ہے۔ جس سے خداوند یسوع مسیح سخت ناراض ہوا اور اس آدمی پر جس نے کی تھی افسوس کیا فریسی کھڑا ہو کر اپنے دل میں یوں دعا مانگنے لگا کہ "اے خدا میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ باقی آدمیوں کی طرح ظالم بے انصاف زناکار یا اس محصول لینے والے کی مانند نہیں ہوں" (لوقا ۱۸: ۱۱) ہاں بیشک جب فخر اور غرور کے ساتھ ہم اپنے دل میں خدا کے سامنے شیخی کرتے ہیں۔ خدا کو پسند نہیں ہے۔ بیشک ہم خدا کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔ کہ اس نے ہم کو بہت برائیوں سے بچا لیا ہے مگر غرور کے ساتھ نہیں۔ یا اور لوگوں سے جو ہم سے کم نصیب ہیں نفرت رکھ کر کے نہیں۔ پس جب کبھی ہم کسی ترقی یا خوش نصیبی کے سبب ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔ ہم پولس رسول کی ہدایت کو یاد رکھیں "پس جو کوئی اپنے آپ کو قائم سمجھتا ہے وہ خبردار رہے کہ گر نہ پڑے" (۱ کر ۱۰: ۱۲)۔

باب (۵)

اقرار کی دعا

جب ہم پوری فروتنی اور سچی توبہ کے ساتھ اس پاک اور بے لوث خدا کے سامنے سروں کو جھکا کر اپنے گناہ کی حالت اور بڑی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں تو ہم دعا کے ایک بڑے اور ضروری اور مشکل جزو کو معلوم کر لیتے ہیں یہ سب سے مقدس دعا ہے پشیمان ہو کر اپنے خدا کے ساتھ دوبارہ میل ملاپ کر لینا ایک ایسا سنجیدہ اور مقدس تعلق ہے کہ اگر ہماری ناپاک اور نکتہ چینی کی آنکھوں کی نگاہ اس پر پڑ جائے تو نہایت ہی نامناسب اور ناگوار معلوم ہوتی ہے شروع شروع میں ہم اس جلتی جھاڑی میں سے خدا کی وہ آواز سنتے ہیں "یہاں نزدیک مت آ اپنے پاؤں سے جوتا اتار کیونکہ یہ جگہ جہاں تو کھڑا ہے مقدس زمین ہے" لیکن ہم دعا کے مضمون کا مطالعہ کر رہے ہیں اور ہم اس ضروری جزو کو چھوڑ نہیں سکتے ہیں۔ تو بھی ہم پوری سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کرینگے۔

اقرار کی دعا کیوں ضروری سمجھنی چاہئے؟ جب ہم خدا کی صفات پر غور کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ خدا عالم الغیب ہے سب کچھ جانتا ہے۔ کوئی چیز اس کی لامحدود نگاہ سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور کوئی خیال اس کے لامحدود علم سے باہر نہیں ہو سکتا۔ جو کچھ ہم نے کیا ہے خواہ اچھا یا برا اُس نے بلااستثنا اُس کو دیکھا ہے اور جو کچھ خیالات ہمارے دل میں تھے خواہ نیک ہوئے یا بد وہ ان سے سراسر واقف ہے۔ پس جب ہم نے

اس سے بغاوت کی یا انسان کا گناہ کیا تو کیا ضرور ہے کہ ہم اس کے پاس جاکر اس کا اقرار کریں جس حال کہ شروع ہی سے وہ ہمارے کام اور دل کی حالت سے واقف ہے!

بیشک سوال معقول ہے اس مشکل کو حل کرنے کے لئے ہم انسان کی مثال کو پیش کریں گے۔ فرض کیا کہ میرے لڑکے نے میرے روپے کو چرا لیا۔ اور مجھے خوب معلوم ہے۔ کہ اس ہی نے چوری کی۔ اور وہ بھی جانتا ہے کہ بھید کھل گیا اور چور ثابت ہؤا۔ تو کیا پچھلے سوال کی دلیل سے کوئی یہ کہیگا کہ اب کوئی ضرورت نہیں ہے کہ لڑکا میرے پاس آکر اقرار کرے کہ ہاں باپ میں نے تو چوری کی لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ اقرار کی ابھی تک ضرورت ہے باوجودیکہ چور معلوم ہو گیا ہے اور جب تک وہ اقرار نہ کرے ہمارے آپس میں پوری محبت اور دلجمعی نہیں ہو سکتی۔ وہ ہمیشہ مجھ سے آنکھ چھپا کر گزر جائیگا۔ اور میرے دل میں ہمیشہ یہ خیال ہوگا کہ کیسی افسوس کی بات ہے کہ بیٹے کو میرے اوپر اتنا بھروسہ اور محبت نہیں ہے۔ کہ وہ دل کھول کر مجھے اپنا جرم بتائے۔ جو کچھ ہم نے کہا ہے بیشک خدا جانتا ہے۔ لیکن تو بھی ضرور ہے کہ ہم سچائی کیساتھ اس کے سامنے اس کا اقرار کریں اگر ہم چاہتے ہیں کہ پھر ہمارے بیچ میں میل ملاپ ہو +

(۲) **گناہوں کا اقرار کرنا نہایت مشکل کام ہے۔** خدا کی تعریف کرنا خدا سے درخواستیں کرنا آسان کام ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم خدا کے سامنے اپنے پوشیدہ سے پوشیدہ گناہوں کا اقرار کریں۔ ہاں بے شک ہم بڑی جماعت کے بیچ میں کھڑے ہو کر مان سکتے ہیں۔ کہ اے خدا تیری نظر میں ہم بڑے گنہگار ہیں اس میں مشکل نہیں ہے مگر تنہائی اور پوشیدگی میں کوئی شخص اتنا بھی نہ چاہے کہ آسمان کی طرف آنکھ اٹھائے بلکہ چھاتی پیٹ پیٹ کر یہ کہے کہ اے خدا مجھ گناہگار پر رحم کر یہ تو نہایت ہی دشوار ہے۔ اور یہ مشکل صرف ایک طریقے سے حل ہو سکتی ہے۔ ہم یاد کریں کہ خدا ہم سے محبت رکھتا ہے۔ اور ہم کو گناہ میں پکڑنا نہیں چاہتا ہے۔ ہم پھر

انسانی مثال کو دیکھ لیں۔ جس قدر دوستوں میں محبت اور آپس کا بھروسہ ہے اس قدر ایک دوسرے پر دل کھلتا ہے۔ اور جو کچھ دل میں ہے اپنے دوست کو بتاتا ہے۔ اور اگر جرم بھی کیا ہو تو اپنے دوست کو بتلانے سے نہیں شرمائیگا۔ ہر چند اسے کہنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ پس اگر ہم خدا کو سچ مچ اپنا دوست جانتے ہیں تو رفتہ رفتہ یہ مشکل جاتی رہے گی اور ہم کسی کام کو یا کسی خیال کو خدا سے چھپائے نہیں رکھینگے۔ بلکہ کھلم کھلا خدا کو سب کچھ بتائینگے۔ اور اس کے سامنے بڑی فروتنی اور خاکساری اور توبہ کے ساتھ اپنے سب گناہوں کا خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے اقرار کریں گے +

(۳) **تیسری بات یہ ہے** کہ باوجودیکہ شروع سے خدا ہمارے ہر ایک کام اور دل کے خیال سے واقف ہے اور باوجودیکہ ان کا اقرار کرنا ہمارے لئے مشکل کام ہے تو بھی خدا ہم سے گناہوں کے اقرار کا تقاضا کرتا ہے "اور جب وہ ان میں سے کسی سے خطا کار ہوا تو لازم ہے کہ وہ اقرار کرے کہ میں نے فلانی خطا کی ہے" (احبار ۵ : ۵) "صرف اپنی بدکاری کا اقرار کر خداوند فرماتا ہے" (یرمیاہ ۳ : ۱۳) اور نئے عہدنامے میں محصول لینے والے کی دعا کو دیکھئے "اے خدا مجھ گناہ گار پر رحم کر" (لوقا ۱۸ : ۱۳) خداوند یسوع مسیح نے یہ تمثیل اسی غرض سے دی کہ لوگ معلوم کریں کہ اقرار کی دعا خدا کی مرضی کے موافق ہے کیونکہ "یہی شخص دوسرے کی نسبت راستباز ٹھہر کر اپنے گھر گیا" پس یہ ہمارے لئے کافی ہوگا کہ یہ دعا جب سچائی اور بے ریا دل سے کی جاتی ہے تو خدا کے حضور مقبول ہوتی ہے اور اس بات کو جان کر ہم اس حقیقت سے ٹھوکر نہیں کھائینگے کہ اقرار کرنے سے پہلے خدا ہمارے کاموں سے واقف ہے۔ اور اس مشکل سے نہیں کہینگے کہ اپنے گناہوں کا ماننا اور اپنے پوشیدہ کاموں کو خدا کے سامنے کھولنا دشوار اور ناپسند کام ہے +

(۴) اب ہم مختصر طور پر گناہوں کے اقرار کی تشریح کریں گے کیونکہ اس میں کئی

ایک قدم ہیں اور ان کو ایک ایک کر کے ہم پہچان سکینگے کہ خدا کے سامنے اقرار کرنے میں کیا کیا باتیں ضروری ہیں +

(۱) پہلا قدم یہ ہے کہ ہم گناہ کی حقیقت کو اور اپنی بری اور ہولناک حالت کو صفائی کیساتھ پہچان لیں۔ آجکل کا دستور اس کے برخلاف ہے اور لوگ اپنی بُری حالت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ انسان اپنی ترقی پر اور اپنی نیکیوں پر زیادہ فخر کرتا ہے اور اس بات کو ماننا پسند نہیں کرتا ہے کہ ہم سب گندے اور ناپاک ہیں لیکن سچے اقرار میں یہ پہلا اور ضروری قدم ہے۔ سنو کہ یسعیاہ نبی اپنے بارے میں اور اپنے لوگوں کے بارے میں کیا کہتا ہے "اور ہم تو سب کے سب ایسے ہیں جیسے ناپاک چیز اور ہماری ساری راستبازیاں گندی دھجی کی سی ہیں اور ہم سب پتے کی طرح کملاتے ہیں اور ہماری بدکاریاں آندھی کی مانند ہمیں اڑا لے گئیں" (یسعیاہ ۶۴-۶)۔ اس میں کوئی دھوکے بازی نہیں ہے۔ وہ بڑی دلیری کے ساتھ اپنی بری حالت کو مانتا ہے۔ اور مناسب ہے کہ ہم بھی ایسے الفاظ لے کر پاک اور قدوس خدا کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کریں +

(۲) مگر محض زبان سے اقرار کرنا کافی نہیں ہے۔ گناہوں پر رنج اور غم کے اظہار کی ضرورت بھی ہے۔ زبور ۳۸ : ۱۸ میں یہ لکھا ہے "میں اپنا گناہ آپ کھول کے کہتا ہوں اور اپنی تقصیر کے لئے غمگین ہوں"۔ کون اپنے گناہوں کے لئے سچ مچ غمگین ہوتا ہے؟ اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ہم اپنے گناہوں کو مان لیں تو خدا ہمیں معاف کریگا لیکن خدا دھوکا نہیں کھاتا ہے اور جب تک کہ وہ ہمارے رنج اور پشیمانی کو نہ دیکھ لے وہ ہمارے لفظی اقرار کو قبول نہیں کرے گا +

(۳) تیسرا قدم یہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں کو چھوڑ دیں۔ رنج اور پشیمانی گناہ کی طرف سے اس وقت ظاہر ہوگی جب ہم بڑی مضبوطی کے ساتھ اپنے ان گناہوں کو بالکل چھوڑ

دیں جن کا ہم رنج اور غم کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔ "وہ جو اپنے گناہوں کو چھپاتا ہے۔ وہ کامیاب نہ ہوگا پر وہ جو گناہ کا اقرار کرتا ہے اور اُسے چھوڑ دیتا ہے۔ اس پر رحمت ہوگی" (امثال ۲۸ : ۱۳) کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میں بڑے دکھاوے کے ساتھ اور رو رو کے اپنے گناہوں کا اقرار کروں۔ اگر یہ گناہ آگے کو ہم سے نہ چھوٹیں تو ہمارا رونا اور ہمارا اقرار کرنا بالکل بے فائدہ اور نامقبول ہوگا +

(۴) چوتھا قدم یہ ہے کہ ہم مان لیں کہ گناہ کے سبب سے ہم اب خدا کی رحمت کے حقدار نہیں رہے۔ مُسرف بیٹے نے جب توبہ کی تو کیا کہا؟ "اے باپ میں آسمان کا اور تیری نظر میں گناہ گار ہوا۔ اب اس لائق نہیں کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں" (لوقا ۱۵ : ۲۱) بہت سے لوگ سوچتے ہیں کہ توبہ کرنے کے بعد اور گناہوں کے اقرار پر ہم خدا کی طرف سے معافی حق کی مانند حاصل کر سکتے ہیں۔ نہیں، ہم نے گناہ میں اپنے بیٹے ہونے کا حق کھو دیا آگے کو جو کچھ مہربانی خدا ہمارے اوپر کرے وہ اس کا فضل اور رحمت ہے +

(۵) اور نہ صرف ہم نے اپنے بیٹے ہونے کا حق کھو دیا ہے بلکہ ہم خدا کے قصوروار ہیں اور آگے کو جو کچھ سزا وہ ہم کو دے ہم اس کے لائق ہیں اور سزا میں خدا کی راستبازی اور انصاف کو ماننا پڑتا ہے۔ بڑبڑانے اور گڑگڑانے کی جگہ نہیں ہے۔ مسرف بیٹے نے کیا کہا "مجھے اپنے مزدوروں جیسا کر لے" (لوقا ۱۵ : ۱۹) یعنی مجھے مار۔ مجھے پیٹ۔ مجھ سے خدمت لے میں ہر طرح سے ہر قسم کی سختی اور سزا کے لائق ہوں۔ عزرا کیسی فروتنی کے ساتھ مانتا ہے کہ ہم گناہ کے سبب سے خدا کے غضب کے لائق ٹھہرے (۹ : ۱۳) "اور ساری آفتوں کے بعد جو ہمارے بُرے کاموں اور بڑے گناہوں کے سبب ہم پر پڑی ہیں (کہ تو نے اے ہمارے خدا ہمارے گناہوں کی نسبت کم سزا دی بلکہ ایسی نجات ہم کو بخشی ہے") (۹-۱۳) اقرار کی دعا رشوت نہیں ہے کہ ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہے اور پھر خدا کی مہربانی کے حقدار بن گئے ہیں

خدا اگر ہم کو نیست بھی کرے تو بھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں"۔

(۴) اگر ہم نے دل کی سچائی کے ساتھ اقرار کی دعا میں یہ پانچ قدم لے لئے ہیں۔ یعنی یہ کہ گناہ کی ہولناک حالت کو پہچان لیا۔ اپنے گناہوں پر رنج و غم کیا۔ اپنے گناہوں کو چھوڑ دیا۔ خدا کے فضل کی طرف سے حق کو کھو دیا۔ اپنے کو خدا کی سزا کے لائق مان لیا تب ہم چھٹا قدم لینے کے لئے تیار ہیں یعنی یہ کہ ہم خدا کی مہربانی اور صفائی کے لئے درخواست کریں۔ دراصل یہ آنے والے مضمون سے تعلق رکھتا ہے یعنی درخواست کی دعا کے ساتھ۔ مگر تاکہ یہ اقرار کی دعا کا سلسلہ کسی طرح سے پورا ہو جائے۔ ہم انجیل کی اس قدم کی بھی مثلل دیں گے۔ "اور داؤد کا دل بعد اس کے کہ اس نے لوگوں کا شمار کیا بےچین ہو گیا۔ اور داؤد نے خداوند سے کہا یہ جو میں نے کیا سو بڑا گناہ ہؤا۔ اب اے خداوند فضل سے اپنے بندے کا گناہ بخش دیجئے کہ میں نے بڑی حماقت کا کام کیا"(۲ سموئیل ۲۴: ۱۰)

(۵) اقرار کی دعا کے نتائج کیا کیا ہیں؟

ہم نے دیکھا ہے کہ گناہوں کا اقرار کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور ایسا کرنے سے ہمارا خدا کے فضل پر کوئی حق نہیں ہوتا ہے۔ تو بھی عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اقرار کی دعا پر خدا کی طرف سے خاص برکتیں ملتی ہیں یہ خدا کی محبت اور مہربانی ہے (۱) اقرار کی دعا کے بعد ہمارا خدا کے ساتھ پھر میل ملاپ ہو جاتا ہے۔ خدا ہمارے میل ملاپ کے لئے ہمیشہ تیار ہے۔ مگر جب تک ہمارے دلوں میں کوئی بات ہو۔ جس کے اقرار سے ہم جھجکتے ہیں تو پورا میل نہیں ہو سکتا ہے۔ جب پورا اقرار ہؤا تو تمام رکاوٹ جاتی رہتی ہے۔ اس کی مثال ہم کھوئے ہوئے بیٹے کی تمثیل میں دیکھتے ہیں۔ جب مسرف بیٹا پھر گھر میں آیا تو باپ نے اُسے دور سے دیکھا اور دوڑ کر اسے گلے لگا لیا اور بوسے لئے تب پورا میل ملاپ پھر ہؤا۔

(۲) خدا اپنے خاص فضل سے ہمارے گناہوں کو معاف کرتا ہے "میں نے تجھ پاس اپنے

گناہ کا اقرار کیا۔ اور میں نے اپنی بدکاری نہیں چھپائی۔ میں نے کہا میں خداوند کے آگے اپنے گناہ کا اقرار کروں گا سو تو نے میری بدذاتی کے گناہ کو بخش دیا" (زبور ۳۲: ۵) اور ہم یوحنا کی بات پر بھروسہ کرتے ہیں۔ جب وہ اپنے پہلے خط میں لکھتا ہے "اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک رکھنے میں سچا اور عادل ہے"۔ (۱- ۹)

(۳) خدا کی خاص مہربانی اور فضل ہم پر نازل ہوتا ہے۔ "اور جب وہ اپنی بدکاری اور اپنے باپ دادا کی بدکاری کا . . . اقرار کریں...... تب میں اپنا عہد یعقوب کے ساتھ یاد کروں گا" (احبار ۲۶: ۴۰- ۴۳) وغیرہ اور "میں یہ کہتا ہی تھا اور دعا مانگتا اور اپنے اور اپنی قوم اسرائیل کے گناہوں کا اقرار کرتا تھا۔ ہاں دعا مانگتے ہی ہنوز میرے مُنہ سے باتیں ہو رہی تھیں کہ وہی شخص یعنی جبرائیل حکم کے مطابق تیز پرواز ی کرتا ہوا آیا اور مجھے چھوا"۔ (دانی ایل ۹: ۲۰- ۲۱)

یہ گناہوں کے اقرار کرنے کے نتائج ہیں اور وہ کیسے بڑے کیسے قیمتی ہیں! کاش وہ ہم کو ملیں! لیکن خبردار رہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ان ہی برکتوں کو حاصل کرنے کی غرض سے اپنے گناہوں کا اقرار کریں۔ یہ تو ٹھیک نہیں ہے ہم بے ریا دل سے اور اپنا فرض جان کر اپنے گناہوں کا اقرار کریں۔ اور پھر عجیب طور پر انعام کے طور پر خدا ہماری کمزوریوں کو دُور کرے گا۔ اور ہم کو اپنی خاص برکتیں عنایت کرے گا۔

(۶) اب رہی ہے ایک بات۔ اس مضمون میں انجیل کے بہت سے اقتباس ہوئے لیکن ان کے علاوہ کتاب مقدس میں اقرار کی دعا کی بہت سی مثالیں ہیں مضمون کو ختم کرتے ہوئے ان میں سے بعض اور حوالے دیں گے۔ اس امید پر کہ آپ ان کو کتاب مقدس میں نکال کر اپنے روحانی فائدہ کے لئے پڑھیں گے۔

عکس یشوع ۷: ۲۰ داؤد۔ ۲ سموئیل ۲۴: ۱۰۔ سلیمان کی دعا۔ ۱ سلاطین

۸ : ۳۲۳ عزرا۔ عزرا ۹ : ۶ "اے میرے خدا میں شرماتا ہوں اور تیری طرف اے میرے خدا اپنے منہ کے اٹھانے سے لجاتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے گناہ ہمارے سر کے اوپر سے بھی زیادہ بڑھ گئے۔ اور ہماری خطائیں آسمان تک پہنچ گئی ہیں" نحمیاہ ۱ : ۶ ۔ ۷ ۔ داؤد۔ زبور ۵۱ : ۳ ۔ ۴ ۔ دانی ایل دانی ایل کی کتاب ۹ : ۴ وغیرہ۔ پطرس۔ لوقا ۵ : ۸۔ مُسرف بیٹا لوقا ۱۵ : ۲۱۔ محصول لینے والا۔ لوقا ۱۸ : ۱۳۔ توبہ کرنے والا ڈاکو۔ لوقا ۲۳ : ۴۱ ۔

باب (۶)

درخواست کی دُعا

درخواست کی دعا اب ہمارے سامنے ہے یعنی دعا کی وہ قسم جو سب سے عام اور معمولی ہے۔ بہت سے لوگ جو دعا کے امکان اور دعا کی حقیقت کے منکر ہیں مشکل کے وقت اور خطرے کے وقت خدا کو پکارتے ہیں یعنی درخواست کی دعا کرتے ہیں۔ یہ دعا کی جڑ ہے۔ یہ وہ چشمہ ہے جہاں سے دعا کی اور قسمیں نکلتی ہیں۔ خواہ کسی ملک یا قوم میں جا کر دیکھو وہاں ضرور ایسے آدمی پائے جائینگے جو خدا سے اپنی ضروریات کے لئے یا کسی خاص مدد کے لئے درخواست کر رہے ہیں۔ بچپن کی دعا بھی ہے بچے تو خدا کی ذات و صفات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں لیکن شروع شروع میں وہ اپنے بھولے پن میں خدا سے جو کچھ چاہتے ہیں مانگتے ہیں۔ اس سلسلے کے ابتدا میں میں نے بتایا تھا کہ یہ قسم ایسی عام اور معمولی ہے کہ لوگ اکثر اس کو دعا ہی کہتے ہیں اور دعا کے بارے میں اور کچھ نہیں جانتے ہیں۔ یعنی دعا یہ ہے کہ ہم خدا سے برکتیں مانگیں۔ خیر ہم نے ابھی دیکھا ہے کہ دعا میں سوائے مانگنے کے بہت کچھ اور شامل ہے لیکن اس وقت ہم اس خاص اور ضروری جزو پر توجہ کرینگے یعنی کاش کہ میری دعا قبول ہوتی اور خدا میری آرزو پوری کرتا (ایوب ۶ : ۸) "یہ انسان کی تمنا اور آرزو ہے۔

(۱) پہلے ہم اپنے سے یہ سوال کرینگے کہ کونسی کونسی شرائط ہیں جن کو پورا کرنا ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ کوئی برکت دعا کے وسیلے سے خدا سے حاصل ہو۔ برکتیں حاصل کرنے

کے بارے میں انجیل میں بڑے بڑے وعدے ہیں لیکن کبھی کبھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ برکتیں جن کے لئے ہم خاص منت کر رہے ہیں ہم کو نہیں ملتی ہیں۔ یہ بے شک ایک مشکل ہے اور اس وقت ہم اس کے اوپر غور نہیں کریں گے۔ اس سلسلہ کا ایک اور درس خاص اس مشکل کے لئے رکھا گیا ہے۔ مگر اس وقت ہم ان عام شرطوں کو پیش کر سکتے ہیں جنہیں ہم کو پورا کرنا ہے یا جن پر عمل کرنا ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہماری درخواستیں سن لے۔

(۱) پہلی شرط۔ دعا کے ساتھ ہم کام بھی کریں۔ خدا سے دعا مانگنا سستی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔ بیشک ہم ہر وقت دعا کے وسیلے سے خدا کی مدد لے سکتے ہیں لیکن ساتھ اس کے ہم کوشش بھی کریں۔ اگر میں دعا کروں کہ کسی دشمن پر فتح پاؤں اور اس دشمن سے نہ لڑوں تو کیسے فتح ہو سکتی ہے۔ اگر میں دعا کروں کہ کسی گناہ پر غالب آؤں اور کوشش نہ کروں کہ پھر وہ گناہ نہ کروں تو خدا کیسے ہماری دعا کو سن سکتا ہے! ایک موقع پر جب بنی اسرائیل فرعون کے لشکروں کے سامنے بہت ڈرے تو انہوں نے موسیٰ سے شکایت کی اور اس نے بنی اسرائیل کے لئے خدا سے دعا مانگی خدا کا کیا جواب تھا۔ (خروج ۱۴: ۱۵) "تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ تو کیوں میرے آگے نالہ کرتا ہے! بنی اسرائیل سے کہہ کہ وہ آگے چلیں"۔ بنی اسرائیل چاہتے تھے کہ خدا عجیب طور سے ان کی مدد کرے تاکہ وہ بے شمار مصیبتوں کے اٹھانے سے بچائے جائیں مگر خدا نے ان کو دکھایا کہ ان کو کچھ کرنا ہے پھر اس پر خدا کی برکت ہو سکتی ہے۔ پس کوئی نہ سمجھے کہ دعا کام اور مصیبت کا عوض ہے۔ خدا اکثر اس طرح سے ہماری دعاؤں کو سنتا ہے کہ ہم کو زیادہ طاقت اور دلیری بخشتا ہے کہ ہم اپنی محنت اور مشقت سے انہی برکتوں کو حاصل کر سکیں جن کے لئے ہم خدا سے درخواست کرتے ہیں۔

(۲) سچے دل سے دعا کرنی پڑتی ہے۔ اگر ہم روز روز خدا سے روزانہ برکتیں مانگیں اور ہمارا دل اس سے دور ہو تو خدا کہاں تک ہماری سنے گا! "وہ اپنے بچھونے پر چلاتے ہیں پر مجھ کو دل سے نہیں پکارتے ہیں۔ وہ اناج اور مے کے لئے تو جمع ہوتے ہیں پر مجھ سے باغی رہتے ہیں" (ہوسیع ۷: ۱۴)

(۳) دعا دل کے اصلی منشا کے خلاف نہیں ہو سکتی ہے دل کا اصلی منشا ہی دعا ہے۔ کبھی کبھی جب ہم خدا سے درخواستیں مانگ رہے ہیں تو ذرا سوچنا چاہئے کہ آیا میں سچ مچ ان برکتوں کو چاہتا ہوں یا نہیں۔ میں پاکیزگی کے لئے دعا کرتا ہوں کیا میں سچ مچ پاک ہونا چاہتا ہوں! ہم دعا کرتے ہیں کہ ہم خداوند یسوع مسیح کی مانند بنیں کیا میں سچ مچ اس کی مانند بننا چاہتا ہوں؟ کیا سچ مچ اس کی مانند دکھ اور مصیبت اٹھانا چاہتا ہوں؟ ہم کسی گناہ پر فتح حاصل کرنے کی درخواست کرتے ہیں کیا میں سچ مچ اس گناہ کو چھوڑنا چاہتا ہوں؟ اگر ہم سچ مان لیں تو اکثر ہم ایک دم پاک ہونا نہیں چاہتے ہیں اکثر سچ مچ خداوند یسوع مسیح کی مانند اس وقت بننا نہیں چاہتے ہیں۔ اکثر کسی گناہ کے بارے میں ہمارا خیال ہے کہ اچھا کل یا پرسوں یا تھوڑے دنوں کے بعد میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ ایک مسیحی ولی بنام اوگسٹین نے اپنے اقرار کی کتاب میں بیان کیا ہے کہ جوانی میں میں اکثر زبان سے دعا کرتا تھا کہ اے خداوند مجھے اس گناہ سے چھڑا لے لیکن دل اندرونی طور پر کہتا تھا "لیکن ابھی تو نہیں"۔ اس صورت میں ہماری دعا کا کیا نتیجہ ہوگا؟ نتیجہ یہ ہوگا کہ دل کا منشا پورا ہو جاتا ہے۔ اور ہماری دعا دھوکے کی بات اور فضول ٹھہرتی ہے۔ پس جب خدا سے کسی چیز کے لئے درخواست کرتے ہیں تو ضروری امر ہے کہ ہمارا دل ہماری دعا کے مطابق رکھے

(۴) ایک اور ضروری بات ہے۔ فرمانبرداری، جب ہم خداوند کے حکم کے فرمانبردار ہیں تب ہماری دعائیں پورے طور پر پوری ہوں گی۔ یہ بات انجیل کے چند اقتباسوں

سے صاف نظر آئے گی۔ خداوند یسوع مسیح فرماتا ہے "اگر تم مجھ میں قائم رہو اور میری باتیں تم میں قائم رہیں تو جو چاہو مانگو وہ تمہارے لئے ہو جائیگا" (یوحنا ۱۵: ۷) یوحنا رسول کی درخواستوں کے ملنے کے بارے میں پورا پورا یقین تھا۔ (یوحنا ۳: ۲۲) میں وہ لکھتا ہے "اور جو کچھ ہم مانگتے ہیں وہ ہمیں اس کی طرف سے ملتا ہے کیونکہ ہم اسکے کلموں پر عمل کرتے ہیں اور جو کچھ وہ پسند کرتا ہے اُسے بجالاتے ہیں" پس دعا کی کامیابی اور خدا کی فرمانبرداری ساتھ ساتھ جاتی ہیں۔

(۵) درخواستیں مانگنے کے متعلق ایک اور بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم دعا مانگنے میں مستقل رہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے اس بات کو سمجھانے کیلئے دو تمثیلیں پیش کیں۔ ایک تو اس آدمی کو جس نے اپنے دوست کی خاطر نہیں بلکہ اس کی بے حیائی کے سبب سے دروازہ کھول کر اس کو روٹی دی۔ اور دوسری تمثیل اس بے انصاف قاضی کی جس نے اس بیوہ کا انصاف کیا اس سبب سے کہ وہ اس کو بہت دِق کرتی تھی۔ ان تمثیلوں میں خدا کی تصویر نہیں ہے۔ یسوع مسیح نے ان کو ہماری تعلیم کے لئے پیش کیا کہ ہم میں ایسا مستقل ارادہ اور ایسی بے لحاظی ہو جیسے اس آدمی میں اور بیوہ میں تھی صاف صاف لکھا ہے "اُس نے اس غرض سے کہ ہر وقت دعا مانگتے رہنا اور ہمت نہ ہارنی چاہئے" (لوقا ۱۸: ۱) ان سے یہ تمثیل کہی" اکثر خدا ہماری درخواستوں کے بخشنے میں کچھ دیری کرتا ہے۔ اس میں خدا کی حکمت ہے۔ امیر کے لئے کوئی نہ کوئی ضروری اور ہمارے لئے مفید وجہ ضروری ہی ہوئی۔ شاید وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ آیا ہم سچ مچ اس برکت کو چاہتے ہیں یا نہیں۔ شاید ہمیں آزماتا ہے کہ ہم کیسے مسیحی ہیں مطلب کے ہیں یا سچے اور پکے ہیں۔ ہر صورت میں ہم کو ہمت نہیں ہارنی چاہئے بلکہ تقاضے کے ساتھ اور مستقل ارادے سے اس سے رات دن فریاد کرنا چاہئے۔ (یہ دو تمثیل۔ لوقا ۱۱: ۵-۱۰

… ور لوقا ۱۸: ۱-۷)

۲ اس مضمون کا دوسرا حصہ۔ ابتک ہم نے درخواست کی دعا کے بارے میں یہاں تک غور کیا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ہم میں اور ہماری دعاؤں میں کیا کیا باتیں ہونی چاہئیں تاکہ ہماری درخواستیں مقبول ہوں۔ اب دوسری بات یہ ہے کہ ہم کس کس چیز کیلئے خدا سے درخواست کر سکتے ہیں؟ کیا مناسب ہے کہ ہم سب کچھ خدا کے سامنے بیان کریں یا صرف ان برکتوں کے لئے جو بڑی اور روحانی ہوں۔ اس سوال کا جواب ہم اپنے … دعا کے سلسلے کے دستور کے موافق انجیل سے نکالیں گے۔

(۱) زندگی کی معمولی ضروریات کے لئے کیا کوئی ضرورت ایسی چھوٹی اور نکمی ہے کہ ہم اس کو خدا کے سامنے پیش نہیں کر سکتے ہیں؟ نہیں! جو کچھ ہم چاہتے ہیں اگر ہم نے ان مذکورہ بالا شرائط کو پورا کیا ہے تو خدا انہیں سنے گا۔ خداوند یسوع مسیح ہمیں خود سکھاتا ہے کہ روٹی کے لئے مانگنا چاہئے (لوقا ۱۱: ۳) "ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دیا" … مصیبتوں سے بچنے کے لئے خداوند یسوع مسیح ہم کو تعلیم دیتا ہے کہ دعا کرنی چاہئے (مرقس ۱۳: ۱۸) "اور دعا مانگو کہ یہ جاڑے میں نہ ہو" بیماری کے وقت دعا کرنی چاہئے یعقوب ۵: ۱۴۔ بادشاہوں اور ملک کی سلامتی کے لئے دعا کرنی چاہئے (۱ تیمتھیس ۲: ۱-۲) پرانے عہد نامے میں بہت سی مثالیں ہیں مثلاً پیدائش ۲۸: ۲۰ اور امثال ۳۰: ۷ اور پولس رسول فلپیوں ۴: ۶ میں اس طرح ہماری ہدایت کرتا ہے کہ کسی بات کا فکر نہ کرو بلکہ ہر ایک بات میں تمہاری درخواستیں ..... خدا کے سامنے پیش کی جائیں۔ جو کچھ دل چاہے۔ کسی بات کی درخواست خدا کے سامنے ہو سکتی ہے۔ مگر ان درخواستوں اور سب درخواستوں میں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ فروتنی کیساتھ کی جائیں۔ ہمارا کام یہ نہیں ہے کہ ہم خدا کے ہاتھ سے خواہ وہ راضی ہو یا نہ ہو جو کچھ دل چاہے سو لیں۔ دعا ایک اوزار نہیں جس کے ذریعے خدا کو ہماری مرضی پوری کرنی پڑتی ہے

ہر ایک درخواست کا جواب ہم خدا کی مرضی پر چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم سے بہتر خدا جانتا ہے
ہمارے لئے کون کونسی چیزیں مضر ہونگی۔ پس ہم اپنی مرضی اور خواہش تو ظاہر کریں۔
باقی ہم خدا کے ہاتھ میں چھوڑ دیتے ہیں۔

(۲) **ہدایت کے لئے خدا سے درخواست ہو۔** ہم تو بچوں کی مانند چلتے
ہم کو علم نہیں کہ آگے کو کیا ہوگا۔ اکثر ہم کو معلوم نہیں کہ کیا کرنا چاہئے ہر پہلو
مشکلات درپیش ہیں ہم کو سمجھ کی ضرورت ہے دانائی کی ضرورت ہے۔ پس ہم خدا
ہدایت کے لئے درخواست کریں۔ جیسا سلیمان نے دعا مانگی۔ (۱ سلاطین ۳ : ۷

(۳) جسمانی **حفاظت اور نجات**۔ پرانے عہدنامے میں اس درخواست
بہت مثالیں ہیں۔ مثلاً موسیٰ نے عمالیق پر فتح کے لئے دعا مانگی اور جس قدر دعا
اسی قدر فتح ہوئی۔ لیکن جب دعا میں سست پڑ جاتا تھا تو دشمن جیتنے لگتے تھے (خروج
۱۷ : ۹-۱۴) حزقیاہ بادشاہ بڑا دیندار بادشاہ تھا اور جب وہ سنحریب کے لشکر
سامنے بڑی مشکل میں تھا تو اس نے ہیکل میں جا کر دعا مانگی اور خدا نے اس کی دعا
لی (۲ سلاطین ۱۵ : ۱۵-۱۹)۔ اور خدا کو پسند آتا ہے کہ مصیبت کے وقت ا
بندے اس سے دعا مانگیں جیسا اس نے زبور ۵۰ : ۱۵ میں اپنے بندے سے
کہ "مصیبت کے دن مجھ سے فریاد کر میں تجھے مخلصی دوں گا اور تو میرا جلال ظاہر کریگا"
لیکن افسوس کی بات ہے کہ اکثر ہم خدا کو بھول جاتے ہیں جب تک کہ ہم مصیبت
میں نہ پڑیں۔ اور اس سے دعا نہیں مانگتے جب تک کہ کوئی خاص ضرورت پیش نہ
آتی۔ اکثر یہ الفاظ سچائی کے ساتھ ہماری نسبت کہے جاسکتے ہیں "وہ بدمست
طرح ڈگمگاتے اور لڑکھڑاتے ہیں ان کے حواس بالکل اڑ گئے ہیں۔ سو وہ اپنی تنگی
میں خداوند کو پکارتے ہیں۔ اور وہ ان کی مصیبتوں سے ان کو چھڑاتا ہے" (زبور ۱۰۷
: ۲۷-۲۸) شکر کی بات ہے کہ تنگی کے وقت ہم خدا کو پکار سکتے ہیں اور وہ ہماری

سنے گا لیکن افسوس کی بات ہے کہ ہم اکثر دعا کو تنگی کے وقت تک رکھ چھوڑتے

(۴) **درخواستیں روحانی برکتوں کے لئے اور نجات کے واسطے۔** یہ تو
سب سے اعلیٰ درجے کی درخواستیں ہیں۔ اور سب سے ضروری بھی ہیں۔ کیونکہ اگر ہم ان
روحانی برکتوں کے لئے دل سے درخواست کریں تو اور سب دنیاوی برکتیں ہم کو
ضرور ملیں گی۔ خداوند **یسوع مسیح** نے کہا "تم پہلے خدا کی **بادشاہت** اور اس کی راستبازی
کی تلاش کرو تو یہ سب چیزیں بھی تمہیں مل جائینگی"۔ (متی ۶ : ۳۳) اور ان درخواستوں
کے بارے میں ایک اور خوبی یہ ہے کہ ہم ان کو پوری دلیری کے ساتھ اور کامل امید اور
اعتماد کے ساتھ پیش کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ سب خدا کی مرضی کے
مطابق ہیں۔ یہ بڑی صفائی کے ساتھ ۱ یوحنا ۵ : ۱۴ میں لکھا گیا ہے "اور ہمیں جو
اس کے سامنے دلیری ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اگر اس کی مرضی کے موافق کچھ
مانگتے ہیں تو وہ ہماری سنتا ہے"۔ عبرانیوں کے خط کا لکھنے والا اپنے لوگوں کے لئے
یہ دعا کرتا ہے "اب خدا ...... تم کو ہر نیک بات میں کامل کرے تاکہ تم اس کی مرضی پوری کرو
اور جو کچھ اس کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ یسوع مسیح کے وسیلے سے ہم میں پیدا کرے"
(عبرانیوں ۱۳ : ۲۰-۲۱) پولس بھی کلیسوں کے لئے یوں درخواست کرتا ہے "ہم بھی تمہارے
واسطے یہ دعا مانگنے اور درخواست کرنے سے باز نہیں آتے کہ تم کمال روحانی حکمت اور
سمجھ کے ساتھ اس کی مرضی کے علم سے معمور ہو جاؤ" (کلسیوں ۱ : ۹) بلکہ خود خداوند یسوع
مسیح ہمارے لئے درخواست کرتا ہے "میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تو انہیں
دنیا سے اٹھا لے بلکہ یہ کہ اس شریر سے ان کی حفاظت کر" (یوحنا ۱۷ : ۱۵) پس
ہم خدا سے طاقت کی درخواست کریں لیکن ساتھ اس کے ہم کو کوشش بھی
کرنی پڑیگی کہ ہم اپنے گناہوں کو چھوڑ دیں۔ ہم خدا سے گناہ کی معافی کی درخواست

کریں لیکن ساتھ اس کے ہم اس شرط کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوں جس پر خدا
ہمارے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ "جیسا ہم اپنے تقصیرداروں کو معاف کرتے
ہیں تو بھی ہماری تقصیروں کو معاف کر۔" یہ سب خدا کی پاک مرضی کے موافق ہیں
ہماری دعائیں ضرور مقبول ہوں گی۔

درخواست کی دعا میں ہم جسمانی اور معمولی برکتوں کی درخواست سے روحانی
ابدی نجات کی برکت کی درخواست تک پہنچ گئے ہیں۔ کیا ہم اس سے اونچا بھی جا
سکتے ہیں؟ ہاں ایک اور قدم ہے۔ ہم اس درجہ تک پہنچینگے جب ہم کسی بخشش کے
خواہ جسمانی ہو یا روحانی درخواست نہیں کرینگے بلکہ خود بخشش دینے والے کو حاصل
کریں گے۔ یہی ہماری درخواست ہونی چاہئیے یہی ہماری کوشش ہونی چاہیئے۔ اگر مسیح
ہم کو مل گیا تو سب کچھ مل گیا! خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا "میں
تم سے پھر ملوں گا اور تمہارا دل خوش ہوگا اور تمہاری خوشی کوئی تم سے چھین نہ لے
گا۔ اس دن تم مجھ سے کچھ نہ پوچھو گے" (یوحنا ۱۶: ۲۲-۲۳) یعنی ہم خوش ہوں گے
ہم راضی ہوں گے۔ ہم کو اور کسی بات کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر مسیح ہم کو مل گیا
ہے۔ ہماری درخواست کی دعا منزل مقصود تک سلامتی کے ساتھ اور کامیابی
کے ساتھ پہنچ گئی ہے۔

باب (۷)

سفارش کی دُعا

میں نے پہلے ذکر کر دیا ہے کہ دعا بہت ہی گہرا اور مشکل مضمون ہے۔ ایسا مشکل
کہ دعا ایک صورت میں عنقریب ناممکن معلوم ہوتی ہے مگر پہلے درس میں چند مشکلات
حل کر کے میں نے بتایا کہ باوجود ان کے دعا ہو سکتی ہے دعا بالکل ممکن اور معقول
ہے۔ ہمارے دل کی دعا خدا تک پہنچتی ہے اور خدا ہماری دعاؤں کو سنتا ہے لیکن
مشکل عام طور پر دعا میں پائی جاتی ہے وہ حد تک حال کے مضمون میں پہنچتی ہے۔
سوچنے کے بعد اور غور کرنے کے بعد یہ بات ہماری سمجھ میں آسکتی ہے کہ جب ہم خدا
سے دعا کرتے ہیں تو اس دعا کا اثر ہمارے اوپر کسی نہ کسی طرح سے پڑیگا۔ دعا کرنی
ہماری زندگی کے لئے غالباً اچھی ہے۔ غرض کیا کہ خدا کی طرف سے ہماری دعا کا کوئی
بھی جواب نہ ملے تو بھی یہ کام ہمارے لئے مفید ہے۔ اس سے ہم مضبوط ہو
جاتے ہیں اور قدرتی طور پر غالب ہے کہ وہ چیزیں جن کے لئے ہم درخواست کرتے
ہیں ہم کو مل جائینگی۔ کیونکہ دعا دل کا منشا ہے اور قاعدہ ہے کہ جو دل کا منشا ہے وہ
انسان کی خود کوشش اور محنت سے عمل کی صورت میں آتا ہے اور اگر مانتے ہیں
کہ بے شک خدا ہماری دعاؤں کا جواب دیتا ہے تو اس صورت میں آسانی سے
خیال میں آسکتا ہے جب ہم خود اس جواب کی انتظاری کرتے ہیں۔ جب ہم بھی
خدا کی طرف مائل ہیں تو بہت ممکن ہے کہ خدا ہمارے لئے سب کچھ کریگا۔

لیکن جب ہم اور کسی شخص کے لئے خدا سے سفارش کرتے ہیں تو وہ کس طرح
سکتی ہے۔ جب میں اس کمرہ میں بیٹھ کر کسی اور کے لئے جو دوسرے ملک میں
دعا کرتا ہوں اور وہ بھی میری دعا سے اور میری کوشش سے بیخبر ہو تو اس دعا
کیا فائدہ ہو سکتا ہے خدا کس طرح سے اسکا جواب دیتا ہے۔ بیشک یہ تو کہ
ہے کہ سب سے پہلے ہم اس کے اوپر غور کرینگے کیونکہ اگر سفارشی دعا کے اثر
اور فائدہ کے بارے میں ہمارے دلوں میں شک ہوں تو ہم کبھی اس مبار
اور پُر اثر خدمت میں حصہ نہیں لینگے۔

(۱) ہمارا سوال یہ ہے کہ سفارشی دعا کس طرح سے کارآمد ہو سکتی

(۱) سفارشی دعا کا پہلا اثر دعا کرنے والے پر پڑجاتا ہے۔ ہم خود اپنی دعاؤں
مضمون کو پورا کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور اس بات میں ہماری دعا
کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ جب ہم محتاج کے لئے دعا کرتے ہیں تو اس دعا کا پہلا
یہ ہے کہ ہم اس محتاج کی مدد کرنے کی کوشش کرینگے۔ جب ہم اپنی کلیسیا
لئے دعا کرتے ہیں تو پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم اپنی کلیسیا کے لئے کوشش کرینگے
جب ہم خدا کی بادشاہت کی دعا کرتے ہیں "تیری بادشاہت آئے" تو پہ
نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم کوشش کریں گے اور کام کریں گے تاکہ یہ ہماری دعا پوری
اگر ایسا نہ کریں تو یہ ثابت ہوگا کہ یہ ہمارے دل کا منشا نہیں ہے۔ اور اگر
دعا دل کی منشا کے مطابق نہیں ہے تو ہماری دعا بالکل بے فائدہ ہے۔
سفارشی دعا کرتے وقت ذرا سوچنا چاہئے کہ فلاں بھائی کے بارہ میں یا فلاں
کے بارہ میں میرا اصلی منشا کیا ہے اور اسی منشا کے مطابق دعا کرنی چاہئے
ورنہ بہتر ہوگا کہ دعا نہ کریں۔ یعنی ہم دعا کرینگے کہ لوگ اس عبادت میں آئیں
سچ مچ یہ ہماری دعا ہے تو ہم کوشش کرینگے اور لوگوں کو خبر دیں گے کہ دیگر

ان کو اپنے ساتھ لے آئیں گے اسی طرح سے خدا ہماری دعا کا جواب دے گا
اگر ہم خود سست اور لاپرواہ ہیں تو ہماری دعا آپ ہی آپ بند ہو جاتی ہے ہم
...تے ہیں کہ کلیسیا میں محبت اور ایک دلی اور یگانگت ہو۔ کیا ہم اوروں کو
...کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سبھوں سے محبت رکھنے کے لئے تیار ہیں؟ اگر
...ہیں ہماری دعا کا جواب پورے طور پر ملے گا لیکن اگر ہماری طرف سے کچھ
...نہ ہو تو ہماری دعا آپ ہی آپ اُسی جگہ پر اور اُسی وقت بند ہو جاتی ہے
جب کسی کے لئے دعا کرتے ہو تو اپنے سے یہ سوال کرو کہ میں کیا کروں جو
...دعا پوری ہو؟ میری طاقت میں کیا ہے؟ یاد رہے جو آپ کی طاقت کی بات
...خدا آپ کے بدلے نہیں کرے گا اور آپ کی دعائیں بے فائدہ ہوں گی
...اگر آپ اپنے بس کی بات کو پورا کریں تو خدا آپ کی مدد کریگا اور جو آپ کے بس
...نہیں وہ بھی پورا کرے گا اور آپ کی دعا کارآمد اور پُر اثر ہو گی۔
خداوند یسوع مسیح نے جب اپنے شاگردوں کے لئے دعا کی تو اس فرض کو پورا
...جو دعا کرنے والے کا ہے "اور ان کی خاطر میں اپنے آپ کو مقدس کرتا ہوں تا
وہ بھی سچائی کے وسیلے سے مقدس کئے جائیں" (یوحنا ۱۷: ۱۹) جن کے لئے ہم
...سے سفارشی دعا کرتے ہیں ہم کہاں تک ان کی خاطر اپنے آپ کو مقدس کرتے
...سفارشی دعا ایک ایسا وسیلہ نہیں ہے جس سے ہم اپنی ... نیت کے فرائض
...بچ سکتے ہیں بلکہ اکثر سفارشی دعا کے وسیلہ سے ہم زیادہ صفائی کے ساتھ اپنے
...فرائض کو پہچان سکیں گے۔
(۲) سفارشی دعا کا دوسرا اثر اس شخص پر پڑ جاتا ہے جس کے لئے ہم دعا
...ہیں اس ... جب وہ ہماری دعا اور ہماری نیت سے واقف ہے یہ بات
...ثابت ہوتی ہے۔ جب ہم کو معلوم ہے کہ کوئی عزیز ہمارے لئے دعا کر رہا ہے

توہم مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اکثر جب ہم کسی آزمائش میں گرنے کو ہیں تو ایک دم
دل میں آتا ہے کہ میری ماں میرے لئے دعا کر رہی ہے اور یہی بات کو یاد کرکے ہم
اس آزمائش کو دور کرتے ہیں۔ جب ہم اپنے کام کے بارہ میں کبھی کبھی مایوس ہو جاتے ہیں
اور معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کام بالکل بے فائدہ اور بے سود ہے اور ہم [illegible]
تب خیال آتا ہے کہ اس کام کے لئے کتنے مسیحی دعا کر رہے ہیں اور میرے لئے بھی دعا
ہیں اور ایک دم دل سنبھل جاتا ہے اور ہم نئی کوشش سے اور نئے شوق سے
خدمت کو پھر ہاتھ میں لیتے ہیں۔ پولس رسول ایک موقع پر قید خانے میں تھا کیسی
کیسی مایوسی اس کو تھی۔ چاہتا تھا کہ مسیح کے لئے خدمت کرے لیکن وہ قید خانے
پڑا تھا۔ پھر اس کو یاد آتا ہے کہ مسیحی لوگ اس کے لئے دعا کر رہے ہیں اور فلپیوں
کو لکھتا ہے "میں جانتا ہوں کہ تمہاری دعا اور یسوع مسیح کے روح کے انعام
کا انجام میری نجات ہوگا" (۱: ۱۵) پس کبھی کبھی مناسب اور فائدہ مند ہے کہ اس شخص
کو خبر دی جائے جس کے لئے آپ دعا کریں گے آپ کی دعا اس کے لئے بھی بافائدہ ہے

(۳) **سفارش کا تیسرا اثر**۔ عجیب طور پر خدا ہماری سفارشی دعا قبول کر کے دو[illegible]
کو برکت دیتا ہے۔ یہ دعا کے بارے میں سب سے عجیب بات ہے جو انسانی سمجھ سے باہر
باہر ہے تو بھی ہم جانتے ہیں کہ سچ ہے۔ دعا کا جو اثر ہم پر ہوتا ہے وہ تو سمجھ میں آسکتا ہے
یہ بھی سمجھ سے باہر نہیں ہے کہ جب کسی کو معلوم ہے کہ اس کے لئے دعا ہو رہی ہے
ہمت باندھتا ہے اور یوں اس دعا کا جواب اس پر ظاہر ہے۔ لیکن جب کسی طرح
ان کو معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ دعا ان کے لئے کی جاتی ہے تو یہ انسانی قیاس سے
ہے کہ ہماری سفارشی دعائیں ان کے لئے کس طرح سے کار آمد ہوتی ہے۔ لیکن تجربہ سے
جانتے ہیں کہ کار آمد ہے اور جب کوئی بات تجربہ سے ثابت ہے تو اس کے امکان پر
کلام نہیں ہو سکتا ہے۔ اعمال کی کتاب ۱۲: ۵ میں یہ لکھا ہے کہ "پس قید خانے میں

[illegible] کی نگہبانی ہو رہی تھی مگر کلیسیا اس کے لئے بدل وجان خدا سے دعا مانگ رہی تھی"
اس سفارشی دعا کا کیا نتیجہ ہوا؟ دیکھو خداوند کا ایک فرشتہ کھڑا ہوا اور اس کوٹھڑی
[illegible] نور چمک گیا اور اس نے پطرس کی پسلی پر ہاتھ مار کر اسے جگایا اور کہا کہ جلد اٹھ
اور زنجیریں اس کے ہاتھوں میں سے کھل پڑیں (آیت ۷) اس کے لئے کوئی قدرتی بیان
نہیں ہو سکتا ہے بالکل غیر معمولی اور عجیب ہے۔ جب ہم کسی کے لئے دعا کرتے ہیں تو خدا
ہماری دعاؤں کو سنکر اپنے فرشتہ کو اس کے پاس بھیجتا ہے۔ لیکن یہ بات کیوں ایسی غیر
معمولی اور عجیب بلکہ عنقریب ناممکن معلوم ہو؟ دنیا میں اور بہت سے عجیب کام ہیں جو ہمارے
محدود انسانی قیاس سے باہر ہیں اور قدیم زمانے میں ان کا ذکر ہوتا تو وہ ناممکن قرار
پاتے۔ بے تار کی بجلی کیسی عجیب ہے سو برس ہوئے اگر کوئی کہتا کہ میں سینکڑوں میل
پانی اور پہاڑوں کے اوپر بغیر کسی ظاہری وسیلے کے کسی کے پاس خبر بھجواؤں گا تو لوگ
اسے پاگل کہتے۔ لیکن آجکل وہ کام ہوتا ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ دنیا میں ایسی
روحانی طاقتیں ہوں جن کے وسیلے سے ہم روحانی تازگی اور برکتیں بھیج سکیں کوئی
نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ اور اس کے برعکس ہم جانتے ہیں کہ یہ ممکن بلکہ سچ
بھی ہے۔ کیونکہ تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے پس جب ہم کسی کے لئے دعا کرتے ہیں ہم عجیب
طور پر روحانی بجلی پیدا کرتے ہیں یہ روحانی بجلی باپ کے تخت تک پہنچتی ہے اور پھر وہاں
سے برکت اور تازگی حاصل کر کے سیدھے اس شخص کی طرف جاتی ہے جس کے لئے ہم
دعا کر رہے ہیں۔ پس سفارشی دعا کی کوئی حد نہیں ہے۔ ہمارے اوپر اس کا اثر اچھا
ہے کیونکہ ہم خود کوشش کرتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اپنی دعا کو پورا کریں اس شخص
کے لئے اچھا ہے جس کو معلوم ہے کہ دعا اس کے لئے ہو رہی ہے۔ وہ ہمت باندھتا
ہے اور مضبوط ہو جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر سفارشی دعا کے وسیلہ سے روحانی دعا
کو پیدا کرتے ہیں جو عجیب طور پر دنیا میں بجلی کی طرح کام کرتی ہے ◆

۲۔ پرانے عہدنامہ میں سفارشی دعا کاہن اور نبی کا ذمہ تھا۔ نئے عہد نامہ میں سب مسیحیوں کا فرض اور حق ہے۔ قدیم زمانہ میں سب لوگ خدا کے
پاس نہیں پہنچ سکتے۔ ان کی طرف سے اور ان کے لئے بڑا پیغمبر یا کاہن جایا کرتا تھا۔ پس
لوگ اپنی مشکلات اور ضروریات کو خدا کے سامنے آسانی سے پیش نہیں کر سکتے تھے۔
پس رفتہ رفتہ لوگوں کے لئے خدا کے سامنے شفاعت کرنی کاہن کے کام کا حصہ بن
گیا۔ خروج ۸:۸ میں لکھا ہے کہ "تب فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو بلایا اور کہا کہ
خداوند سے شفاعت کرو کہ مینڈکوں کو مجھ سے اور میری رعیت سے دفع کرے"۔ یہ عام
دستور کی ایک مثال ہے اور موسیٰ اور ہارون نے خدا سے ان کی سفارش کی جیسے
اکثر بنی اسرائیل کے لئے خدا سے شفاعت کرتے تھے اور دیکھو سموئیل ۱۲:۹۔ لیکن اس
نئے زمانے میں خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم سب خدا کے تخت تک پہنچ سکتے ہیں
ہم سب کاہن ہیں جیسا ۱-پطرس ۲:۹ میں لکھا ہے "تم ایک برگزیدہ نسل شاہی
کاہنوں کا فرقہ مقدس قوم ہو" اور یعقوب اپنے عام خط میں عیسائیوں کو سفارشی
دعا کے بارے میں یوں تحریک دیتا ہے "تم ایک دوسرے کے لئے دعا مانگو"۔ (۵: ۱۶)
اور یاد رہے کہ اسی آیت میں یہ لکھا ہے کہ "راستباز کی دعا کے اثر سے بہت کچھ ہو
سکتا ہے"۔ پس سفارشی دعا مسیحی خدمت کا ایک بہت عمدہ وسیلہ ہے جس میں سب
مسیحی حصہ لے سکتے ہیں۔ سبھوں کو یہ بخشش نہیں ملی کہ منادی کریں لیکن ہم سفارشی دعا
کے وسیلے سے منادی کے کام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ ہم منادوں کے لئے دعا کر سکتے ہیں۔
مناد خود کبھی کبھی کسی وجہ سے مجبور ہے اور اپنا کام نہیں کر سکتا ہے لیکن سفارشی
دعا کے وسیلے سے کام ہوتا رہے گا۔ بیماری کے بستر سے یہ خدمت ہو سکتی ہے۔ اگر
سب مسیحی اپنے اس فرض کو پورا کرکے اس حق کو کام میں لاتے تو مسیحی کام پر کیسا اچھا
اثر ہوتا! علاوہ اس کے دعا کرنے والوں میں سے بہت سے اور اس کام میں عملی

حصہ بھی لیتے کیونکہ جب ہم کسی کام کے لئے دعا کرتے ہیں تو ضرور ضرور ہمارے دلوں
میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ میں بھی اپنی اس دعا کے پورا کرنے میں اپنا حصہ اٹھاؤں گا۔
اسی طرح سے مسیحی فوج بڑھتی اور خدا کی بادشاہت جلد پھیل جاتی۔

(۳) سفارشی دعا سے باز آنا گناہ ہے۔ ہم نے ابھی دیکھا کہ سفارشی دعا میں
شریک ہونا سب مسیحیوں کا حق ہے لیکن نہ فقط حق ہے اگر ہم اپنے کو الگ کرکے اس
میں شریک نہ ہوں تو ہم نے گناہ کیا ہے۔ سموئیل نبی نے اس بات کو خوب پہچان لیا۔
"اور میں جو ہوں ہرگز نہ ہو کہ تمہارے لئے دعا مانگنے سے باز آکر خداوند کا گنہگار
ہوں"۔ (۱-سموئیل ۱۲: ۲۳) وہ لوگ جو اپنی راستبازی پر بہت فخر کرتے ہیں اور خیال
کرتے ہیں کہ جان بوجھ کر ہم سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ کیا انہوں نے کبھی اوروں
کے لئے دعا مانگی؟ اگر نہیں تو وہ خدا کے گنہگار ٹھہر گئے ہیں۔ اس بات کو یاد کرکے ہم آگے
کو اس فرض کو کبھی نہ بھولیں بلکہ روز روز اور دن کے لئے دعا کے وسیلہ سے سفارش کریں۔

(۴) ہم کس کس کے لئے سفارشی دعا کریں؟ (۱) سب آدمیوں کیلئے"۔ پس میں سب
سے پہلے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ مناجاتیں اور دعائیں سب آدمیوں کے لئے کی جائیں"۔
(۱-تیمتھیس ۲: ۱) لیکن کیوں! اس کا سبب اس باب کی ۳ اور چار آیتوں میں بیان کیا جاتا ہے
"یہ ہمارے منجی خدا کے نزدیک عمدہ اور پسندیدہ ہے وہ چاہتا ہے کہ سارے آدمی نجات
پائیں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں"۔ یعنی اس لئے کہ وہ نجات پائیں اور اگر ہم دعا کرتے
ہیں کہ سب آدمی نجات پائیں تو ہم ضرور کوشش کریں گے کہ ان کو نجات کا موقع ملے۔ یہی
دعا مشنوں کی جڑ اور بنیاد اور شروع ہے۔ مسیحی یہ دعا کرکے خوشخبری کے پھیلانے کیلئے
اپنی دولت اور اپنی جان خدا کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں (۲) مسیحیوں کے لئے عام طور پر
سب آدمیوں کے لئے دعا کرنا ہمارا فرض ہے لیکن خاص طور سے مسیحیوں کے لئے سفارشی
دعا ہمارا خاص فرض ہے اور اسی غرض سے جاگتے رہو کہ سب مقدسوں کے واسطے بلاناغہ دعا

مانگا کرو" (افسیوں ۶: ۱۷) (۳) پادریوں اور مسیحی خدمت گزاروں کے لئے۔ پولس رسول خود اپنے نومریدوں کی سفارشی دعا کی قدر کرتا ہے ۲ کر ۱: ۱۱ میں وہ لکھتا ہے "اگر تم بھی ملکر دعا سے ہماری مدد کرو گے"۔

(۴) بیماروں کے لئے (یعقوب ۵: ۱۴) "اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو کلیسیا کے بزرگوں کو بلائے اور خداوند کے نام سے تیل مل کر اس کے لئے دعا مانگیں"۔ (۵) خدا کے قدیم لوگ یہودیوں کیلئے۔ جیسا پولس رسول خود ان کے لئے دعا کرتا تھا "میرے دل کی آرزو اور ان کے لئے خدا سے میری دعا یہ ہے کہ وہ نجات پائیں" (رومیوں ۱۰: ۱) (۶) بادشاہوں اور وزیروں کے لئے "بادشاہوں اور سب مرتبہ والوں کے واسطے اس لئے کہ ہم کمال دینداری اور سنجیدگی سے امن و آرام کے ساتھ زندگی گزاریں"۔ (۱ تمتھیس ۲: ۲) (۷) اپنے ستانیوالوں کے لئے گو یہ نہایت مشکل ہے یہ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم ہے اور اس کے بارہ میں جو کچھ ہم نے سفارشی دعا کے پورا ہونے کے باب میں اور جو فرض دعا کرنے والے پر ہے اس کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اس کو یاد رکھنا چاہئے اپنے ستانیوالوں کے لئے دعا مانگنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے اگر پیچھے ہم ان سے بدلا لیں۔ ان کو دل سے معاف کرنا پڑیگا تب ہی ہم ان کے لئے دعا مانگ سکتے ہیں "میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانیوالوں کے لئے دعا مانگو" (متی ۵: ۴۴) خداوند یسوع مسیح نے ایک ہی جملہ میں دکھایا ہے کہ محبت اور دعا ساتھ ساتھ جاتی ہیں اور سفارشی دعا بغیر محبت کے کچھ کام کی نہیں۔

۵ کتاب مقدس سے سفارشی دعا کی مثالیں

مثالیں تو بہت ہیں لیکن ہم صرف چار کو پیش کرینگے دو پرانے عہد نامہ سے اور دو نئے عہد نامے سے (۱) ابراہیم کی سفارش شہر صدوم کے لئے (پیدائش ۱۸: ۲۳-۳۳)۔ ابراہیم نے کیسی دلسوزی کے ساتھ اس شہر کے لئے دعا مانگی کہ اس میں اگر پچاس بلکہ آخر کار اگر ابھی پائے جائیں تو

ان کی خاطر شہر ہلاک نہ ہو اور خدا نے اس کی دعا کو منظور کیا۔ لیکن اس شہر میں دس بھی راستباز نہیں پائے گئے اور سب کے سب ہلاک ہوئے (۲) موسیٰ کی سفارش بنی اسرائیل کے لئے بعد اس کے کہ انہوں نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس کی پوجا کی تھی (خروج ۳۲: ۳۱-۳۲) "چنانچہ موسیٰ خداوند کے پاس پھر گیا اور کہا کہ ہائے ان لوگوں نے بڑا گناہ کیا کہ اپنے لئے سونے کا معبود بنایا اور اب کاش تو ان کا گناہ معاف کر دے اگر نہیں تو میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے اپنے اس دفتر سے جو تو نے لکھا ہے میٹ دے"۔ موسیٰ کیسے زور اور خود انکاری کے ساتھ سفارش کرتا ہے۔ بنی اسرائیل کے لئے وہ خود اپنے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہے (۳) نئے عہد نامے میں پولس رسول کی بہت سی سفارشی دعائیں پائی جاتی ہیں ان میں سے کس کو چن لیں؟ شاید یہ جو افسیوں ۳: ۱۴-۱۹ میں پائی جاتی ہے سب سے عمدہ دعا ہے "اس سبب سے میں اس باپ کے آگے گھٹنے ٹیکتا ہوں جس سے آسمان اور زمین کا ہر ایک خاندان نامزد ہے کہ وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اس کی روح سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زورآور ہو جاؤ اور ایمان کے وسیلے سے مسیح تمہارے دلوں میں سکونت کرے تاکہ تم محبت میں جڑ پکڑ کے اور بنیاد قائم کر کے سب مقدسوں سمیت بخوبی معلوم کر سکو کہ اس کی چوڑائی اور لمبائی اور اونچائی اور گہرائی کتنی ہے اور مسیح کی اس محبت کو جان سکو جو جاننے سے باہر ہے تاکہ تم خدا کی ساری معموری تک معمور ہو جاؤ"

(۴) خداوند یسوع مسیح کی سفارشی دعائیں۔ وہ تو ہر وقت دعا کرتا تھا اور ان میں سے دو تین دعائیں آج تک انجیل میں محفوظ رکھی گئی ہیں اور ہم ان کو پڑھ سکتے ہیں سب سے بڑی دعا اس کے شاگردوں کے لئے تھی اور وہ پورے طور پر یوحنا کے ۱۷: ۱-۲۶ میں پائی جاتی ہے۔ اس کو پڑھنا چاہئے اور اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ایک موقع پر اس نے خاص طور پر پطرس کے لئے دعا مانگی جیسے وہ خود کہتا ہے لیکن

میں نے تیرے لئے دعا مانگی کہ تیرا ایمان جاتا نہ رہے" (لوقا ۲۲: ۳۲) اور پھر وہ مبارک دعا جس سے وہ اپنی تعلیم پر پورے طور پر عمل کرتا ہے کہ ہم اپنے ستانیوالوں کے لئے دعا کریں (لوقا ۲۳: ۳۴)۔ جب بیرحم ہاتھوں سے لوگ اس کو صلیب پر کیلیں ٹھوک کر لٹکا چکے تو اس نے دعا کی کہ "اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں" نہ صرف اس زمانہ میں بلکہ آج تک بھی اور ہمیشہ تک یسوع نہیں ہے اور اپنے دشمنوں کے لئے اور اپنے شاگردوں کے لئے ہمیشہ سفارش کر رہا ہے "اس لئے جو اس کے وسیلے سے خدا کے پاس آتے ہیں وہ انہیں پوری پوری نجات دیسکتا ہے کیونکہ وہ ان کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے" (عبرانیوں ۷: ۲۵)

نوٹ:۔ سفارشی دعا کی اور مثالیں موسیٰ فرعون کے لئے خروج ۸: ۳۰ سموئیل بنی اسرائیل کے لئے ۱ سموئیل ۷: ۵ سلیمان اسرائیلیوں کے لئے ۱ سلاطین ۸: ۳۰-۳۶ الیسع شونیم کی عورت کے لڑکے کے لئے ۲ سلاطین ۴: ۳۳ حزقیاہ بعض ناپاک لوگوں کے لئے ۲ تواریخ ۳۰: ۱۸ یسعیاہ بنی اسرائیلیوں کے لئے ۲ تواریخ ۳۲: ۲۰ نحمیاہ بنی اسرائیل کے لئے نحمیاہ ۱: ۴-۱۱ زبور کا لکھنے والا اسرائیل کے لئے زبور ۲۵: ۲۲ ستفنس اپنے مارنے والوں کے لئے اعمال ۷: ۶۰ پطرس اور یوحنا سامری نومریدوں کیلئے اعمال ۸: ۱۵۔ پولس رسول نومریدوں کے لئے ۲ تھسلنیکیوں ۱: ۱۱۔

باب (۸)

تخصیصی دُعا

مسیحیوں کے لئے تخصیصی دعا ایک خاص ضروری حصہ دعا کا ہوتا ہے۔ گذرے درس میں ہم نے پیش کیا کہ قدیم زمانے میں بعض کاہن لوگوں کیلئے خدا کے حضور خدمت کرتے تھے۔ لیکن نئے عہدنامے میں صاف بتایا جاتا ہے کہ ہم سب کاہن ہیں ہم سبھوں کی رسائی خدا تک ہے اور اب کوئی ضرورت نہیں رہی کہ ہم کسی دوسرے کے ذریعہ سے خدا تک پہنچائے جائیں۔ اب کاہنوں کے بارے میں ایک اور بات یہ ہے کہ پرانے عہدنامے میں خاص رسوم اور قربانیاں تھیں جن کے ذریعہ وہ اس خدمت کے لئے مقرر کئے جاتے تھے۔ (دیکھو کاہنوں کا تقرر خروج ۲۸: ۱-۳ اور گنتی ۳: ۳- اور لاویوں کا تقرر گنتی ۸: ۶-۱۴)۔ بڑی قربانیوں کے ساتھ بڑی ریت و رسم کے ذریعہ سے یہ لوگ مقدس خدمت کے لئے مخصوص کئے جاتے تھے۔ پس پہلی نظر میں یہ واجب تھا کہ ہم بھی جو کاہنوں کا فرقہ ہیں کسی طرح سے اس خدمت کیلئے مخصوص کئے جاتے۔ مگر اب ہم خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے زیادہ صفائی اور زیادہ سچائی کے ساتھ خدا کی مرضی کو جانتے ہیں۔ زمانۂ قدیم میں بھی بعض خداپرست دیندار تھے جنہوں نے ان رسموں کے روحانی معنی اور اندرونی مطلب کو پہچان لیا۔ مثلاً "تو ذبیحے سے خوش نہیں ہوتا نہیں تو میں دیتا سوختنی قربانی میں تیری خوشنودی نہیں۔ خدا کے ذبیحے شکستہ جان ہیں۔ دل شکستہ اور خاکسار کو اے خدا تو حقیر نہیں جانے گا" (زبور ۵۱: ۱۶-۱۷) یا میکاہ ۶: ۶-۸

میں کیا لے کر خداوند کے حضور میں آؤں، اور خدا تعالیٰ کے آگے کیونکر سجدہ کروں؟ کیا سوختنی قربانیوں اور یکسالہ بچھڑوں کو لے کے اس کے آگے آؤں؟ کیا خداوند ہزاروں مینڈھوں سے یا تیل کی دس ہزار نہروں سے خوشی ہوگا؟ کیا میں اپنے پہلوٹھے کو اپنے گناہ کے عوض اپنے پیٹ کے پھل کو اپنی جان کی خطا کے بدلے میں دے ڈالوں؟ اے انسان اُس نے تجھے وہ دکھایا ہے جو کچھ کہ بھلا ہے اور خداوند تجھ سے اور کیا چاہتا ہے مگر یہ کہ تو انصاف کرے اور رحم دلی کو پیار کرے اور اپنے خدا کے ساتھ فروتنی سے چلے" بے شک بعضوں نے پہچان لیا کہ سچی تخصیص کس طرح ہونی چاہئے مگر ساتھ ساتھ اس کی قربانیاں اور رسمیں ہوتی چلی جاتی تھیں۔ لیکن اب ہم میں سے کسی کو شک نہیں ہے خداوند یسوع مسیح نے ہم کو صاف صاف دکھایا ہے کہ سب کچھ دل کے اوپر موقوف ہے۔ خدا ایسے پرستاروں کو ڈھونڈتا ہے کہ اس کو روح سے اور سچائی سے سجدہ کریں۔ اور پولس رسول نے ہم سے ان مشہور الفاظ میں بیان کیا ہے کہ خدا ہم سے کس قسم کی قربانی اور عبادت چاہتا ہے "پس اے بھائیو میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو۔ یہی تمہاری معقول عبادت ہے" (رومیوں ۱۲: ۱) لیکن ہم کس طرح اپنے آپ کو خدا کے سامنے نذر کر سکتے ہیں؟ کوئی ریت یا کوئی رسم باقی نہیں ہے۔ دعا اب ہمارا وسیلہ ہے تخصیصی دعا کے وسیلے سے ہم خدا کے سامنے اپنے کو نذر کر سکتے ہیں۔ تخصیصی دعا میں ہم ایسی قربانی نذر کر سکتے ہیں جو پاک اور زندہ اور خدا کو پسندیدہ ہے اسی وجہ سے مسیحیوں کے لئے یہ بہت ہی ضروری اور لازمی اور پُر اثر دعا ہے۔

(۱) پُرانی رسم میں ہم دیکھتے ہیں کہ کاہنوں کو مخصوص کرتے وقت تین خاص باتیں تھیں! یہ تینوں باتیں روحانی طور پر ہماری تخصیصی دعاؤں میں ظاہر ہونی چاہئیں۔

(۱) ان کو پاک کرنا۔ "لاویوں کو بنی اسرائیل میں سے الگ کر اور انہیں پاک کر۔ اور تو ان کو ایسا کرنا کہ وہ پاک ہو جائیں طہارت کا پانی لے کے ان کے اوپر چھڑک اور وہ اپنے سب بدن پر استرا پھرائیں اور اپنے کپڑے دھوئیں تاکہ پاک ہو جائیں" (گنتی ۸: ۶ و ۷)۔ (۲) قربانی کرنا۔ "تب وہ ایک بچھڑا ان کی نذر کی قربانی سمیت جو میدہ تیل ملا ہوا ہے لیویں اور تو خطا کی قربانی کے لئے ایک اور بچھڑا لے" (گنتی ۸: ۸) اور (۳) خدمت۔ "بعد اس کے لاوی جماعت کے خیمہ میں خدمت کے لئے داخل ہوئیں" (گنتی ۸: ۱۵) پس یہ تین منزلیں یعنی مقدس کیا جانا۔ قربانی۔ خدمت تخصیصی دعا میں ظاہر ہوتی ہیں اور قابل غور ہے کہ تینوں منزلیں خداوند یسوع مسیح کی زندگی میں بھی پائی جاتی ہیں۔

(۲) تخصیصی دعا میں ہم خدا سے دل کی صفائی کیلئے دعا کرتے ہیں۔

کتاب مقدس میں سب سے عمدہ اور حقیقی تخصیصی دعا شاید داؤد کی دعا ہے جو ۵۱ زبور میں پائی جاتی ہے۔ شروع سے آخر تک وہ اپنے کو خدا کے ہاتھ میں دیتا ہے اور سچے دل سے اور بہت نالہ و گریہ کے ساتھ دل کی پاکیزگی کے لئے دعا کرتا ہے۔ ہم اس زبور میں سے دو تین آیات نکالتے ہیں۔ "دیکھ تو اندر کی صفائی چاہتا ہے تو باطن میں مجھے دانائی سکھا۔ زوفا سے مجھے پاک کر کہ میں صاف ہو جاؤں مجھ کو دھو کہ میں برف سے زیادہ سفید ہو جاؤں۔ اے خداوند میرے اندر ایک پاک دل پیدا کر اور ایک مستقیم روح میرے باطن میں نئے سرے سے ڈال" (آیات ۶، ۷، ۱۰) یا زبور نمبر ۱۳۹: ۲۳ و ۲۴ دیکھئے "اے خداوند مجھے جانچ اور میرے دل کو پہچان۔ مجھے آزما اور میرے اندیشوں کو پہچان۔ دیکھ کیا مجھ میں کوئی درد انگیز عادت ہے کہ نہیں اور مجھ کو ابدی راہ میں چلا۔" ایسی دعائیں دل سے اٹھتی ہیں۔ محض اپنی زبان سے ایسے الفاظ کہنا کوئی مشکل کام نہیں ہے اور ممکن ہے کہ ہم نے اکثر اوقات ایسی دعائیں کی ہیں لیکن ان کو دل سے کہنا بہت مشکل ہے۔ ذرا سوچو کہ ان کے معنی کیا ہیں۔ کیا ہم سچ مچ چاہتے ہیں کہ خداوند ہم کو جانچ لے

اور ہم کو آزمالے؟ بیشک ہم پاک ہونا چاہتے ہیں لیکن پاک ہو جانے کا طریقہ بہت دردانگیز ہے۔ کپڑے جب صاف کئے جاتے ہیں تو اکثر پھٹتے ہیں کیونکہ میل اندر ہی اندر آگیا ہے اور بمشکل وہ نکلتا ہے۔ اور ہمارے دل کس طرح سے صاف کئے جائینگے؟ بیشک مشکل دعا ہے لیکن اگر ہم سچ مچ اپنے کو مخصوص کرانا چاہتے ہیں تو یہ پہلا ضروری قدم ہے کہ خدا ہم کو پاک صاف کردے۔ ہاں اور اگر اس کام میں ہم کو درد اور مصیبت بھی پہنچے تو ہم بڑبڑائیں گے نہیں۔ ہم نے دعا کی کہ "مجھکو دھو" خدا جانتا ہے کہ ہمارا دھونا کس طرح سے اور کس طریقے سے ہو سکتا ہے۔ ہم نے دعا کی کہ "مجھ کو جانچ مجھے آزما" شاید خدا ہم کو آگ سے پرکھ لیگا۔ تاکہ جو کچھ میل اور خرابی ہمارے اندر ہو وہ سب جلا دیے جائیں اور ہماری طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ جب ہم دل سے تخصیصی دعا کرتے ہیں تو ہم اپنے کو بالکل خدا کے ہاتھ میں دیدیتے ہیں کہ جس ترکیب سے وہ ضروری سمجھے ہمکو جانچے اور آزمالے اس غرض سے کہ ہم آخرکار پاک صاف اور مقدس کئے جائیں۔ ہم نے کہا ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے اپنی زندگی میں تخصیصی دعا کے ہر ایک حصے پر عمل کیا تھا۔ لیکن شروع سے وہ پاک تھا اور اس کی گنجائش نہ تھی کہ وہ خدا سے مقدس کیا جائے۔ تو بھی اُس دعا میں جو یوحنا کے ۱۷ باب میں ہم کو دی گئی ہے جہاں وہ اپنے شاگردوں کے لئے دعا کرتا ہے تو وہ یوں کہتا ہے "اور ان کی خاطر میں اپنے آپ کو مقدس کرتا ہوں تاکہ وہ بھی سچائی کے وسیلے سے مقدس کئے جائیں" (۱۹) پس خداوند یسوع مسیح نے جو بالکل بے عیب اور بیگناہ تھا اپنے آپ کو اپنے شاگردوں کی خاطر مقدس کیا۔

(۳) دوسری منزل قربانی۔ مخصوص کرتے وقت بچھڑے چڑھائے جاتے تھے۔ زبور کے چند اقتباسوں سے ہم دیکھ چکے ہیں کہ خدا جانوروں کی قربانیوں سے آگے کو خوش نہیں ہوتا ہے۔ اب عبرانیوں کے خط کا لکھنے والا ہمیں صاف صاف

بتاتا ہے کہ ہمارے مقدس کئے جانے کے لئے خداوند یسوع مسیح ہماری قربانی ہے "اسی مرضی کے سبب ہم یسوع مسیح کے جسم کے ایک ہی بار قربان ہونے کے وسیلے سے پاک کئے گئے ہیں (عبرانیوں ۱۰: ۱۰)"۔ لیکن ہم کس طرح سے اس قربانی سے پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ اس کو کس طرح سے اپنی قربانی کا عوض خدا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں؟ جب ہم اپنی صلیب اٹھا کر اس کے پیچھے ہو لیں۔ جب ہم اپنی مرضی کے موافق نہ چلیں بلکہ ہمیشہ یہی دعا کریں کہ تیری مرضی ہو۔ جب ہم دنیا کی طرف سے بالکل مر جائیں اور خداوند یسوع مسیح میں شامل ہو کر نئے سرے سے زندہ ہو جائیں۔ غرض جب ہم پولس رسول کی ہدایت پر عمل کریں اور ہم اپنے بدن کو ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کریں "جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو"۔ پس تخصیصی دعا کی یہ منزل آسان اور ہلکی نہیں ہے کہاں تک اپنے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں؟ ہم کہاں تک سب کچھ خدا کی خاطر چھوڑنے کے لئے تیار ہیں؟ ہم کہاں تک ہر موقع پر اور ہر حالت میں یہ دعا کرنے کے لئے تیار ہیں کہ تیری مرضی پوری ہو؟ سوچنے کا مقام ہے۔ ایک اور دفعہ میں اس بات پر زور دیتا ہوں کہ زبان کے الفاظ سے دعا کرنی بالکل آسان ہے مگر ایسی دعا خدا کو کبھی منظور نہیں ہوتی۔ تھرتھرانے دل اور مستقل ارادے سے تخصیصی دعا کرنی بہت دشوار ہے۔ خدا ہم کو ریاکاری اور دھوکے بازی سے بچائے۔ خدا بخش دے کہ ہم سچی قربانی اور حقیقی خودانکاری کے ساتھ اپنے کو اس کے سامنے مخصوص کردیں! اس منزل کے بارے میں جو حقیقۃً خداوند یسوع مسیح نے اپنی زندگی میں لیا اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی دعا جو تخصیصی دعا کا خلاصہ ہے تیری مرضی پوری ہو اس کی زبان سے اور اس کے دل سے ہم کو ملی ہے اور پھر اس نے اس دعا پر پورے طور پر عمل کیا اور ہماری خاطر خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق اپنے کو صلیب پر قربان کردیا۔

(۴) تیسری منزل کاہن خدمت کرنے کیلئے کھڑے رہتے تھے

بھی ضروری نتیجہ ہے تخصیصی دعا کا بلکہ تخصیصی دعا کا ایک حصّہ ہے جس میں ہم اپنے کو خدا کے سامنے اس کی خدمت کے لئے پیش کرتے ہیں۔ داؤد نے اس تخصیصی دعا میں جیسا چند اقتباس ہم دے چکے ہیں اپنے کو خدا کی خدمت کے لئے پیش کیا "تب میں خطا کاروں کو تیری راہیں سکھاؤنگا اور گنہگار تیری طرف رجوع کرینگے۔" (زبور ۵۱ : ۱۳) جب خدا یسعیاہ نبی کو دکھائی دیا تو پہلے یسعیاہ نبی نے اپنی ناپاکی کی حالت کا اقرار کیا پھر خدا نے اس کو مقدس کیا اور پھر آخر جب خدا بولا کہ "میں کس کو بھیجوں؟ ہماری طرف سے کون جائیگا تب یسعیاہ نے کہا میں حاضر ہوں مجھے بھیج (یسعیاہ ۶ : ۸) تخصیصی دعا انجام تک نہیں پہنچتی ہے جب تک ہم اپنے کو اس کی خدمت کے لئے مخصوص نہ کردیں۔ یہ بھی آسان نہیں ہے اکثر خیال کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے کو دیدیا ہے اور پھر جب خدا ہم کو کہیں دوسرے شہر میں یا دوسرے ملک میں لیجانا چاہتا ہے ہم انکار کرتے ہیں۔ یا کبھی کبھی کچھ وقت خدا کے لئے مخصوص کرتے ہیں اور کچھ اپنے لئے رکھ چھوڑتے ہیں۔ یا اکثر چاہتے ہیں کہ ہماری خدمت سے خدا کا جلال ظاہر ہو لیکن شاید زیادہ کوشش اور فکر اپنی ترقی اور آرام کے لئے جدوجہد نہیں چاہتے ہو اور رہنا یہ کافی نہیں ہے ہم بالکل اپنے کو خدا کی خدمت کے لئے مخصوص کریں جو کچھ لیاقتیں اور طاقتیں خدا نے ہم کو اپنی مہربانی سے دی ہیں پھر ان کو اس کی خدمت کے لئے مخصوص کریں۔ اگر ہم کو بولنے کی طاقت بخشی ہے تو ہم اپنی آواز کو مخصوص کریں اگر ہمارا کام شہر میں ہے اور خدا نے ہم کو حکمت اور لیاقت دی ہے کہ ہم روپیہ کما سکیں تو ہم اپنے روپیہ کو اس کی خدمت کے لئے مخصوص کریں۔ اگر وہ اپنی خدمت کے لئے ہم کو بستیوں میں بھیجتا ہے یا کسی دوسری جگہ ہم کو لیجانا چاہتا ہے تو ہم انکار نہیں کریں گے ہم اپنے عزیزوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوں گے۔ کیا تخصیصی دعا کوئی ہلکا سا کام ہے؟ نہیں خداوند یسوع مسیح نے اس کو آسان نہیں پایا اور ہمارے لئے اور بھی مشکل ہوگا۔ اس کے بارے میں

لکھا ہے کہ "مسیح نے بھی اپنی خوشی نہیں کی" (رومیوں ۱۵ : ۳) اور وہ خود خدا سے کہتا ہے "دیکھ میں آیا ہوں تاکہ تیری مرضی پوری کروں"۔ خدا بخشے کہ ہم بے ریا دل سے اپنے دل کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے خدا سے دعا کریں اور خود انکاری کے ساتھ اپنے کو دنیا کی طرف سے قربان کریں اور پھر جانفشانی کے ساتھ اپنے کو اس کی خدمت کے لئے مخصوص کریں تو ہم تخصیصی دعا کے معنی اور مطلب کو سمجھ لیں گے اور اس سے ہمارے دل کی تسلی ہوگی اور خدا کی مرضی ہمارے حق میں اور ہمارے ذریعہ سے پوری ہوگی۔

باب ۔ ۹

شراکت کی دُعا

شراکت کی دعا۔ دعا کی افضل قسم ہے دعا کی منزل مقصود ہے۔ اس میں دعا کی اور قسمیں یا تو شامل ہیں یا اس کے سبب سے منسوخ ہوتی ہیں۔ پرستش اور شکرگزاری کی دعائیں اس میں شامل ہوتی ہیں مگر درخواست کی دعا اس سے منسوخ ہوجاتی ہے کیونکہ جیسے ہم نے پہلے دیکھا جب ہم کو خداوند یسوع مسیح ملا تو سب کچھ ملا اور اس وقت ہم کو اور کچھ نہ چاہئے گا سوائے اس کے کہ ہم اس پاک شراکت سے پوری خوشی حاصل کریں۔ دُعا کی غایت اور کُنہ یہ ہے کہ وہ پردہ جو کبھی کبھی گناہ کی وجہ سے خدا اور ہمارے درمیان ہے وہ پھٹ جائے اور ہم خدا کی پوری رفاقت حاصل کریں۔ پس ہر ایک دعا کی کسوٹی یہ ہے کہ دعا کرتے وقت ہم کہاں تک خدا کو جانتے ہیں بناوٹ اور دکھاوٹ اور مغروری اور خودغرضی کہاں تک جاتی رہتی ہے اور ہماری روح کہاں تک اپنے خالق اور مالک اور باپ خدا کے ساتھ میل ملاپ رکھتی ہے۔ اگر ایسی کسوٹی پر ہماری سب دعائیں چڑھائی جائیں تو ان میں سے بہت خالی اور بیکار ثابت ہوں گی۔ شراکت کی دعا کے بارے میں سب سے عجیب بات یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح ہمارے ساتھ شراکت رکھنے کے لئے ہمیشہ تیار ہے۔ اور ہم سے کہتا ہے "دیکھ میں دروازہ پر کھڑا ہوا کھٹکھٹاتا ہوں اگر کوئی میری آواز سن کر دروازہ کھولیگا تو میں اس کے پاس اندر جا کر اس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا اور وہ میرے ساتھ۔" (مکاشفہ ۲: ۲۰) پوری

رفاقت کے لئے وہ تیار ہے وہ دروازہ پر کھڑا ہے۔ اس کی خود خواہش ہے کہ ہمارے ساتھ کھانا کھائے کیونکہ دروازہ پر کھٹکھٹاتا ہے۔ پس اگر ہم اس کے ساتھ شراکت حاصل نہیں کرتے تو غلطی ہماری ہے۔ پس ہم آج دریافت کریں گے کہ یہ شراکت کی دعا کس صورت میں ہوسکتی ہے اور کیا سبب ہے کہ ہم اس کو پورے طور پر نہیں جانتے ہیں۔

(۱) دعا کرنے میں نہ صرف بولنا ہے بلکہ سننا بھی شامل ہے۔ جب ہم نے دعا کی تعریف پر غور کیا کہ دعا کی تعریف کس طرح ہو سکتی ہے تو اس وقت ہم نے اس تعریف کو کہ دعا کرنی خدا سے بولنا ہے ترک کر دیا اس خیال سے کہ آواز سے بولنا ہمیشہ لازمی نہیں ہے۔ جب کبھی ہماری روح بلند ہو کر خدا کی طرف مائل ہے تو اس وقت دعا کی حالت ہے۔ اب ہم صفائی کے ساتھ یہاں کہہ سکتے ہیں کہ خدا کی آواز کو سننا بھی دعا کا ایک حصہ ہے۔ لیکن ہمارے لئے شاید ایک نئی بات معلوم ہوتی ہے جب ہم دعا کرتے ہیں تو کیا ہم کبھی اس بات کی انتظاری کرتے ہیں کہ خدا ہم سے کچھ بولے؟ کیا یہ اکثر ہمارا خیال نہیں ہے کہ خدا سے کچھ باتیں کریں؟ اور اس غلطی کی وجہ سے ہم خدا کو موقع نہیں دیتے ہیں کہ وہ ہماری دعاؤں کا جواب بخشے۔ ہم مانگتے ہیں لیکن نہیں لیتے ہیں۔ ہم بڑی آرزو کے ساتھ خدا سے درخواست کرتے ہیں لیکن اتنا صبر نہیں کرتے ہیں کہ دیکھ سکیں کہ خدا کی مرضی کیا ہے۔ سوانرولا (Savanarola) ایک دیندار خدا کا بندہ اور نبی تھا جو پندرھویں صدی میں ملک اطالیہ میں رہتا تھا اس نے یوں اپنے ہمعصر مسیحیوں کی بابت کہا کہ "وہ خدا سے بولنے میں اتنا مشغول رہتے ہیں کہ خدا کی آواز سننے کے لئے ان کو فرصت نہیں ملتی۔" بیشک یہ عام غلطی ہے اور مناسب ہے کہ ہم اپنی اس کمزوری کو مان لیں۔ کیا امید ہے رفاقت رکھنے کی اگر ہم جلدی دعا کر کے خدا کو چھوڑ دیتے ہیں! کیا امکان ہے شراکت کا جب بولنا

صرف ایک طرف سے ہوتا ہے؟ ۱ سموئیل ۳: ۱۰ آیت میں چھوٹے لڑکے سموئیل نے خدا سے یہ دعا کی کہ "اے خداوند فرما کیونکہ تیرا بندہ سنتا ہے"۔ اور جب وہ سن رہا تھا تو خدا کی آواز سنی یہی شراکت کی دعا ہے۔ ہندو فقیر خدا کے دھیان میں بہت وقت لگاتے ہیں اور بے شک اپنی انتظاری کی حالت میں خدا کی طرف سے کوئی نہ کوئی الہام ضرور ہوگا۔ ہم مسیحی کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب عملی مذہب ہے اور ہمارے کام میں ہمارا ایمان ظاہر ہوتا ہے۔ بیشک سچ ہے لیکن تو بھی شاید ہم کافی وقت خدا کے دھیان میں صرف نہیں کرتے۔ آگے کو ہم ذرا آزما کر دیکھیں گے کہ اگر دعا کرتے وقت ہم جلدی نہ اٹھیں بلکہ خدا کو بولنے کا موقع دیں تو آیا ہم اس کی آواز سنیں گے یا نہیں اور خدا کے ساتھ پہلے سے زیادہ شراکت رکھتے ہیں یا نہیں؟ ہم خدا کی آواز سن کر دروازہ کھولیں گے اور پھر وہ اپنے وعدے کے بموجب ہمارے دل کے اندر آئیگا اور ہمارے ساتھ کھانا کھائیگا اور ہم اس کے ساتھ۔ زبور کا لکھنے والا یوں کہتا ہے "میں سنوں گا کہ خداوند خدا کیا فرماتا ہے۔ وہ تو اپنے بندوں اور اپنے پاک لوگوں سے سلامتی کی باتیں کہے گا پر لازم ہے کہ پھر جہالت کی طرف نہ پھریں" (۸۵: ۸) ہم سنیں گے تو ہم بھی اپنے تجربہ سے معلوم کریں گے کہ اس زبور کا لکھنے والا ٹھیک کہتا ہے "وہ ہم سے سلامتی کی باتیں کہے گا"۔

(۲) دُعا کرنی نہ صرف خاص موقعوں کا کام ہونا چاہئے بلکہ ہر وقت کی عادت۔ اکثر لوگ دعا کو ایک اوزار سمجھتے ہیں جس کے استعمال سے خاص مشکل کے وقت ہر وہ مصیبتوں سے بچ سکتے ہیں۔ یہ خیال دعا کے باب میں بہت کچا ہے۔ شروع شروع میں اکثر اسی ضرورت سے دعا کی خواہش پیدا ہوتی ہے لیکن ہمیں اس سے بہت زیادہ ترقی کرنی چاہئے۔ اول تو ہم اپنے میں ایسی عادت پیدا کریں کہ روز روز دعا کریں اور دعا میں خدا کی شکرگزاری بھی شامل کریں اور دعا کے وسیلے سے خدا

کی مرضی کو ڈھونڈیں۔ پرانے عہدنامے میں ہم دیکھتے ہیں کہ دعا کرنے کے خاص تین اوقات تھے جیسا زبور ۵۵: ۱۶ و ۱۷ میں لکھا ہے "پر میں خدا کو پکارونگا تب خداوند مجھے بچا لیگا شام کو اور صبح کو اور دوپہر کو میں فریاد کروں گا اور نالہ کرونگا سو وہ میری آواز سن لیگا"۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ برابر دعا کرنے کی عادت بن گئی ہے اور وہ اس حالت سے اچھا ہے جب کہ انسان صرف مصیبت کے وقت خدا کو یاد کرتا ہے۔ دانی ایل کی بھی عادت تھی۔ دانی ایل "دن بھر میں تین مرتبہ گھٹنے ٹیک کر خدا کے حضور میں جس طرح سے آگے کرتا تھا دعا اور شکرگزاری کرتا رہا" (دانی ایل ۶: ۱۰) لیکن دعا کے خیال کے بارے میں اور بھی ترقی ہو سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہم دعا کو ایک عمل نہیں سمجھینگے جس کو ہم دن بھر میں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ پورا کر سکتے ہیں بلکہ ایک حالت سمجھیں گے جس میں ہم دن بھر اور رات بھر رہینگے۔ بیشک ہم اپنی انسانی کمزوری کی وجہ سے دعا کے خاص موقعوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ ان کو رکھنا ہمارے لئے از حد ضروری ہے مگر ان سے کہ چوگرد ہم دعا کی حالت بنائیں گے کہ باوجودیکہ ہم خاص طور سے دعا میں نہ رہے۔ تو بھی خدا سے غافل نہیں ہوں گے اسی حالت میں شراکت ہو سکتی ہے۔ اس سبب سے خداوند یسوع مسیح کہہ سکا کہ "میں اور میرا باپ ایک ہیں"۔ پولس رسول تھسلنیکیوں ۵: ۱۷ میں ہم کو یہ صلاح دیتا ہے کہ "بلا ناغہ دعا کرو"۔ لیکن اس کا اردو میں ترجمہ ٹھیک نہیں ہے۔ بلا ناغہ کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ ہم ہفتہ میں ایک دفعہ یا دن میں تین مرتبہ دعا کریں اور اس میں کبھی ناغہ نہ کریں۔ مگر اس کے معنی اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دعا کرنے میں کبھی روک نہ ہو ہم ہر وقت دعا کرتے رہیں یعنی دعا کی حالت میں رات دن رہیں گے۔ یہ حالت پیدا کرنی بہت مشکل ہے مگر ہر ایک کوشش اور محنت کے لائق ہے کیونکہ یہی شراکت کی دعا ہے جس میں ہم خدا ہی کو حاصل کریں گے۔ زبور کے لکھنے والوں میں سے چند نے اس حالت کی قدر جانی۔ مثلاً زبور ۶۳: ۵-۶ میں لکھا ہے کہ "میری جان

یوں سیر ہوتی ہے گویا گودے اور چربی سے اور میرا منہ خوشی کرتے ہوئے ہونٹوں سے تیری ستائش کرے گا جب کہ میں اپنے بستر پر تجھے یاد کرتا ہوں اور رات کے پہروں میں تیرا دھیان کرتا ہوں۔" اور زبور ۱۳۹ : ۱۷ - ۱۸ میں یہ آیا ہے "اے خدا تیرے اندیشے کیا ہی قیمتی ہیں!... جب میں جاگتا ہوں تو پھر بھی تیرے ساتھ ہوں۔"

(۳) **شراکت کی دعا کے لئے ایک ضروری شرط ہے**۔ شراکت کے لئے اتفاق کی ضرورت ہے۔ یہ خیال عاموس کی کتاب میں سے مثال کے طور پر بیان کیا جاتا ہے "اگر دو شخص متفق الرائے نہ ہوں تو کیا ایک ساتھ چل سکیں گے؟" (۳ : ۳) اُن میں سے ایک کہتا ہے کہ میں اِس طرف جاؤنگا اور دوسرا کہتا ہے کہ نہیں اُس طرف جانا چاہئے میرے ساتھ تو جب تک اُن میں سے ایک دوسرے کی صلاح نہ مانتے تو ایک ساتھ چلنا ممکن نہیں ہے۔ اور فرض کیا کہ ہم اور خدا متفق الرائے نہ ہوں تو ہمارے بیچ میں شراکت نہیں ہوسکتی ہے۔ اور اگر متفق الرائے نہ ہوں تو کون اپنی رائے کو بدل دیگا؟ ہمیں بدلنا ہوگا خدا اپنی رائے کبھی نہیں بدلتا۔ خدا میں جو نوروں کا باپ ہے کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی ہے۔ نہ گردش کے سبب اس پر سایہ پڑتا ہے (یعقوب ۱ : ۱۷)۔ پس اگر ہم اپنی راہ میں چلتے ہیں اور خدا ہم سے کہتا ہے کہ راہ یہی ہے اس پر چلو اگر ہم خدا کیساتھ رفاقت رکھنا چاہتے ہیں تو پھر خدا کی آواز ماننی پڑیگی اور خدا کے ساتھ اس کی مقرر کی ہوئی راہ پر چلنا ہوگا۔ خداوند یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو یہی تعلیم دی "اگر کوئی مجھ سے محبت رکھے تو میرے کلام پر عمل کرے گا اور میرا باپ اُس سے محبت رکھیگا اور ہم اس کے پاس آئینگے (یوحنا ۱۴ : ۲۳)"۔ پس جو کوئی سرکش اور مغرور ہو یہ امید نہ کرے کہ دعا کے وسیلے سے میں خدا سے شراکت حاصل کرونگا۔ جب تک کہ پوری تجسسی اور خود انکساری نہ ہو تب تک شراکت اور رفاقت غیر ممکن ہے۔ یہ دعا جو ہم نے پیش کی ہے دعا کی منزل مقصود ہے اور لازم ہے کہ ہم پہلے تجسسی دعا کریں اور اس کے وسیلے

سے اپنے کو قربان کریں۔ قبل اس کے کہ ہم اس آخری منزل تک جو سچ مچ مبارک حالت ہے پہنچ سکیں۔

(۴) **شراکت کی دُعا کے نتیجے**۔ سب سے بڑا نتیجہ یہ ہے کہ ہم خدا کو حاصل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ پوری شراکت رکھتے ہیں۔ اس کی خوبی اور اس کی برکت بیان سے باہر ہے صرف وہ جنہوں نے تجربہ کیا ہے جانتے ہیں کہ اس کی برکت کیسی بڑی ہے اور یہ ممکن نہیں کہ ہم الفاظ میں بیان کریں کہ کیسی ہے صرف یہ صلاح زبور کے مصنف کے ساتھ دے سکتے ہیں "آؤ چکھو اور دیکھو کہ خداوند مہربان ہے مبارک ہے وہ آدمی جس کا بھروسہ اس پر ہے (۳۴ : ۸)"۔ لیکن علاوہ اس بڑے نتیجے کے دو اور عملی نتیجے ہیں جن کا مضمون ختم کرنے سے پہلے ذکر کرنا مناسب ہے۔ (۱) دعا کے وسیلے سے خدا کے ساتھ شراکت رکھنے سے ہم خدا کے راز اور مرضی کو جان لیتے ہیں۔ دنیا میں بہت سی مشکلات اور بھید ہیں جن کا جاننا اور سمجھنا نہایت ہی دشوار ہے لیکن اکثر جب خدا سے شراکت رکھنے کی وجہ سے ہم خدا کے راز کو جاننے لگتے ہیں تو یہ مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ زبور کے ایک لکھنے والے نے اس بھید کو نہ سمجھا کہ شریر لوگ دنیا میں کیوں کامیاب نظر آتے ہیں۔ اس کے بارے میں وہ یوں لکھتا ہے "جب میں اس کو سوچتا تھا تاکہ وہ میری سمجھ میں آوے تو میرے نزدیک یہ بڑا مشکل تھا جب تک کہ میں خدا کے مقدس میں داخل نہ ہوا تب میں ان کا انجام سمجھا (زبور ۷۳ : ۱۶ و ۱۷)"۔ جب ہم دعا کے لئے نہ صرف خدا کے مقدس میں جائیں بلکہ دن بھر اور رات بھر اس کے ساتھ رہیں تو بہت سے بھید کھل جاتے ہیں اور مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ علاوہ بریں ہم خدا کی مرضی کو بھی جان لیتے ہیں کہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ اگر کوئی آپ کے ساتھ گھر میں رہتا ہے تو ہر وقت پوچھ پاچھ ہو سکتی ہے کہ فلانے معاملے میں کیا کرنا چاہئے خط لکھنے کی ضرورت نہیں ہے ادھر اُدھر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسیطرح

جب ہم خدا کو بڑی عزت کے ساتھ اور بڑی محبت کے ساتھ اپنے گھر میں بلاتے ہیں۔ دروازہ کھول دیتے ہیں تو ہر وقت بات چیت گفتگو پُوچھ پاچھ شراکت ہو سکتی ہے (۲) اور دوسرا عملی نتیجہ یہ ہے کہ خدا کے ساتھ شراکت رکھنے سے ہم خدا کی مرضی کو جانتے ہیں اور اس کو اوروں کے سامنے سُنا سکتے ہیں + نبیوں کا ایمان کہ۔ "خداوند خدا یوں فرماتا ہے" خدا کے ساتھ شراکت رکھنے سے پیدا ہوُا ہے۔ اگر ہم زیادہ وقت شراکت کی دعا میں صرف کریں اور کوشش کریں کہ تمام وقت اسی حالت میں صرف ہو تو ہمارا ایمان پختہ ہو جائیگا اور ہم یہ کہہ سکیں گے کہ "میں ایمان لایا اسلئے میں بولا (زبور ۱۱۶ : ۱۰)" اور خدا کے بارے میں اور خدا کی مرضی کے بارہ میں ہم زیادہ علم حاصل کرینگے اور جیسا یوحنا ۳ : ۱۱ میں لکھا ہے ویسا ہی ہم بھی کہہ سکیں گے کہ "جو ہم جانتے ہیں وہ کہتے ہیں اور جسے ہم نے دیکھا ہے اس کی گواہی دیتے ہیں"

باب (۱۰)

دُعا اپنی کوٹھڑی میں۔ دُعا اپنے خاندان کے بیچ میں دُعا عبادت کے وقت

گذشتہ بابوں میں ہم نے دعا کی بہت سی قسموں پر یا دعا کے مختلف پہلوؤں پر غور کی مثلاً پرستش کی دعا شکر گزاری کی دعا وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ مختلف دعائیں مختلف حالتوں میں ہو سکتی ہیں۔ یعنی جب ہم تنہائی میں ہیں یا خاندان کے درمیان میں یا عبادت کر رہے ہیں۔ ان تینوں مختلف حالات میں دعا کی کچھ خاصیتیں ہوں گی اور آج ہم ان ہی پر سوچیں گے۔ کتاب مقدس پھر ہماری رہنما ہوگی اور ہم دیکھینگے کہ اس میں ان تینوں دعا کی حالتوں کے بارے میں کیا کیا ہدایتیں اور تعلیمیں اور مثالیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) **دعا اپنی کوٹھڑی میں یا خلوت کی دعا**۔ جب خداوند یسوع مسیح دنیا میں تھا تو فریسیوں نے اس وقت دعا کو ایک فرض بنا رکھا تھا۔ اور فرض ہونے کی وجہ سے ان کی یہ عادت بن گئی تھی کہ ظاہرا طور پہ لوگوں کو دکھانے کے لئے دعا کرتے تھے۔ خداوند یسوع مسیح نے اس بری عادت کی بہت ملامت کی اور لوگوں کو سکھایا کہ سچی دعا وہ ہے جو تنہائی اور پوشیدگی میں آسمانی باپ سے کی جاتی ہے۔ مثلاً "جب تم دعا مانگو تو ریاکاروں کی مانند نہ ہو۔ کیونکہ وہ عبادت خانوں میں اور بازاروں کے

موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا مانگنی پسند کرتے ہیں تاکہ لوگ انہیں دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھڑی میں جا اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ۔ اس صورت میں تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دیگا۔" متی ۶: ۵-۶ اُس زمانے کے لوگوں کے نزدیک یہ دعا کے بالکل نئے معنی تھے۔ لیکن اس سے دعا کی سچائی اور حقیقت ظاہر ہوگئی تھی۔ اور اس کو پورا کرنا سب سے مشکل ہے۔ نماز پڑھنے میں کوئی خاص مشکل نہیں ہے۔ اور بہت سے لوگ جو پہلے اور پیچھے بُرا کام کرتے ہیں اس فرض کو بڑی خبرداری کیساتھ ادا کرتے ہیں۔ لیکن تنہائی اور پوشیدگی میں جب کوئی اور موجود نہیں ہے سچے دل سے خدا سے دعا مانگنی مشکل ہے۔ اور اس امر کا ثبوت کہ خلوت کی دعا میں دعا کی حقیقت پائی جاتی ہے اس بات میں پایا جاتا ہے کہ کوئی شخص جو سچ مچ دل سے پوشیدگی میں خدا سے دعا کرتا ہے۔ وہ قصداً بُرا کام نہیں کرسکتا ہے۔ اس دعا کا اثر ضرور ضرور اس کی زندگی میں ظاہر ہوگا۔

جو کچھ تعلیم اور نصیحت یسوع مسیح نے لوگوں کو دی اس نے آپ ہی پہلے اس پر عمل کیا تھا۔ انجیل کے پڑھنے سے یہ بات بالکل صفائی کے ساتھ نکلتی ہے کہ یسوع مسیح کی عادت یہ تھی کہ اکیلا اپنے باپ سے دعا کیا کرتا تھا۔ مثلاً متی ۱۴: ۲۳ میں لکھا ہے "اور یسوع لوگوں کو رخصت کرکے علیحدہ دعا مانگنے کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا اور جب شام ہوئی تو وہاں اکیلا تھا" مرقس ۱: ۳۵ میں ہے کہ "اور صبح ہی دن نکلنے سے بہت پہلے وہ اٹھ کر نکلا اور ایک ویران جگہ میں گیا اور وہاں دعا مانگی"۔ اور متی ۲۶: ۳۸-۳۹ میں آیا ہے کہ اس نے اپنے شاگردوں سے کہا "تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے تاہم جیسا میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسا

تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو"۔ انجیل میں اور بہت سے مقام بھی ہیں مگر ان تین اقتباسوں سے ہم خداوند یسوع مسیح کی زندگی کی عادت کے بارے میں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ یعنی یہ کہ غالباً دن میں خاص وقت تھے۔ اس کی خلوت کی دعا کے لئے خصوصاً صبح سویرے دن نکلنے سے پہلے۔ اور علاوہ اس کے بعد کسی بڑے کام کے مثلاً پانچ ہزار آدمیوں کو کھلانے کے بعد وہ اکیلا اپنے باپ کے ساتھ ہونا چاہتا تھا اور پیشتر کسی بڑے کام کے یعنی جب وہ اپنی جان دینے کو تھا وہ اپنے باپ سے پوشیدگی میں ملنا چاہتا تھا۔

اب عملی سوال ہمارے لئے یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنی اپنی زندگی میں خلوت کی دعا کے لئے کہاں تک انتظام کرتے ہیں؟ مانا کہ ہر وقت دعا کرنی چاہئے مگر تو بھی خاص وقتوں کو بھی مقرر کرنا چاہئے تاکہ ہم دنیا کے تمام فکروں اور خیالوں کو چھوڑ کر اکیلے خدا سے ملیں اور اس سے دعا کریں۔ کسی جگہ کو ڈھونڈھنا چاہئے جہاں آپ پوشیدگی میں خدا سے دعا کر سکتے ہیں۔ اور اگر گھر پر نہیں ہو سکتا ہے تو باہر کسی کھیت میں یا کسی مکان میں جگہ مخصوص کرو۔ اور وقت بھی مقرر کرنا چاہئے بہت سے دیندار شخص صبح کے وقت کو پسند کرتے ہیں۔ اور یہ پانچویں زبور کے مصنف کے دستور کے موافق ہے "اے خداوند تو صبح کو میری آواز سنیگا کہ میں صبح کو اپنے تئیں تیار کرکے تیری طرف تاکتا ہونگا (زبور ۵: ۳)"۔ جون ویسلے صاحب ... ... کو چار بجے صبح اٹھنے کی عادت تھی تاکہ خدا سے دعا کرے۔ مشہور دیندار جرنیل بنام جنرل ہولاک اگرچہ چھ بجے ڈیرے اکھاڑنے کے لئے مقرر تھا تو چار بجے دعا کے لئے اٹھتا تھا ایسا نہ ہو کہ صبح کی دعا میں خلل ہووے۔ ایک دیندار پادری جوزف ایلین صاحب جو سویرے اٹھتا تھا یہ کہتا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ لوگ اپنے دنیا کے مالک کی خدمت کرنے لگیں قبل اس کے کہ میں اپنے

آسمانی مالک کی خدمت کرنے لگوں"۔ لیکن اس کے بارے میں کوئی قاعدہ نہیں ہوسکتا ہے۔ بعض رات کے پہروں کو خلوت کی دعا کے لئے پسند کرتے ہیں۔ بہر حال دن میں کسی نہ کسی وقت کو الگ رکھنا چاہئے جب کہ آپ اپنی کوٹھڑی میں پوشیدگی میں اپنے آسمانی باپ سے دعا کرسکیں۔ کتاب مقدس میں خلوت کی دعا کی بہت سی مثالیں ہیں مثلاً لوط۔ (پیدائش ۱۹ : ۲۰)۔ ابراہام کا نوکر (پیدائش ۲۴ : ۱۲)۔ یعقوب (پیدائش ۳۲ : ۹-۱۲)۔ حنا (۱ سموائیل ۱ : ۱۰)۔ داؤد (۲ سموائیل ۷ : ۱۸-۲۹)۔ حزقیاہ (۲ سلاطین ۲۰ : ۲)۔ عزرا (۹ : ۵-۶)۔ نحمیاہ (۲ : ۴)۔ یرمیاہ (۳۲ : ۱۶-۲۵)۔ دانی ایل (۹ : ۳-۱۷)۔ یونس (۲ : ۱)۔ حناہ (لوقا ۲ : ۳۷)۔ پولس (اعمال ۹ : ۱۱)۔ پطرس (اعمال ۱۰ : ۹)۔ کرنیلیس (اعمال ۱۰ : ۳)۔

(۲) دعا اپنے خاندان کے درمیان یا متحد دعا۔ اس کے بارے میں انجیل میں بہت تھوڑا لکھا ہے مگر تو بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانے کا ایک دستور یہ تھا کہ خاندان کے بیچ میں باپ یا کاہن دعا کرتا تھا۔ پرانے عہد نامے میں معلوم ہوتا ہے کہ یہی یہودیوں کا دستور تھا کیونکہ یرمیاہ ۱۰ : ۲۵ویں آیت میں لکھا ہے کہ خدا کا قہر ان گھرانوں پر ہے جو ان کا نام نہیں لیتے ہیں۔ اور یسوع مسیح کے زمانے میں ہم اس خاندان کو بغیر دعا کی عادت کے تصور نہیں کرسکتے ہیں جس میں یسوع مسیح رہا کرتا تھا پھر پیچھے یسوع مسیح اور اس کے شاگرد ایک نیا خاندان بن گئے تھے اور وہ اکثر آپس میں دعا کرتے تھے۔ خداوند یسوع مسیح کو دعا کی ایسی ہی حالت کا خیال ہوگا جب اُس نے کہا "پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے جسے وہ مانگتے ہوں اتفاق کریں تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے ان کے لئے ہو جائیگی کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں وہاں میں ان کے بیچ میں ہوں"۔ (متی ۱۸ : ۱۹-۲۰)

پس جب ہم اپنے خاندان کے بیچ میں دعا کرتے ہیں تو خداوند یسوع مسیح ہمارے درمیان ہے اور جس کسی بات پر ہم اتفاق کریں وہ ہمارے ہو جائیگی۔ اور خاندانی دعا میں دوسری برکت یہ ہے کہ اس عادت سے خاندانی جھگڑے اور نااتفاقیاں بہت کم ہو جاتی ہیں جب ہم روز سب اکٹھے ہو کر اپنے سروں کو اپنے ایک آسمانی باپ کے سامنے جھکائیں تو خود بخود ہم ایک دوسرے کو معاف کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ورنہ ہم دعا میں شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔

اب اس کے بارے میں عملی سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے مسیحی خاندانوں میں متحد دعا کہاں تک پائی جاتی ہے۔ میں اس کا جواب نہیں دے سکتا ہوں۔ کیونکہ خاندانوں کی عادتیں خاندانوں ہی کو معلوم ہونگی۔ لیکن مجھے شک ہے کہ آیا ہمارے بیچ میں عام طور پر یہ عادت ہے کہ نہیں۔ ہم اس کا علاج کس طرح سے کریں؟ پہلے اپنے خاندان میں اس کا سلسلہ جاری کریں اگر پہلے سے نہ ہوا ہو اور پھر رفتہ رفتہ ہمارے دستور کا اثر اور خاندانوں پر ضرور پڑ جائیگا یہاں تک کہ تھوڑے عرصے میں سب مسیحی خاندان جن میں مسیح کی محبت ہے متحد دعا روز روز کرنے لگیں گے۔

انجیل میں متحد دعا کی کئی ایک مثالیں پائی جاتی ہیں مثلاً یعقوب اور اس کا گھرانا (پیدائش ۳۵ : ۲-۳-۷)۔ یشوع اور اس کے گھرانے کا فیصلہ (یشوع ۲۴ : ۱۵)۔ ایوب اور اس کا خاندان (ایوب ۱ : ۵)۔ مسیحی شاگرد (اعمال ۱ : ۱۳-۱۴)۔ کرنیلیس اور اس کا گھرانا (اعمال ۱۰ : ۲)۔ پولس اور سیلاس (اعمال ۱۶ : ۲۵) وغیرہ۔

(۳) عبادت میں دعا یا خلوت کی دعا۔ دعائے عمیم عبادت کا ایک بہت ضروری حصہ ہے۔ ۹۵ زبور کا مصنف ہم کو دعوت دیتا ہے "آؤ ہم سجدہ کریں

اور جھکیں ہم اپنے خالق خداوند کے حضور گھٹنے ٹیکیں" (آیت ۶) اور خدا اس کے بارے میں اپنے لوگوں کو خاص وعدہ دیتا ہے "پس اگر میرے لوگ جو میرے نام سے کہلاتے جاتے ہیں اپنے تئیں عاجز کریں اور دعا مانگیں اور میرا منہ ڈھونڈیں اور اپنی بُری راہوں سے پھریں تو میں آسمان پر سے سنونگا اور ان کی خطائیں بخشوں گا اور ان کی زمین کو امان دونگا" (۲ تواریخ ۷: ۱۴) مگر باوجودیکہ دعائے عمیم عبادت کا لازمی حصہ ہے تو بھی اس میں شریک ہونا آسان نہیں ہے نہ دعا کرنے والے کی طرف سے نہ ان کی طرف سے جو جماعت میں بیٹھ کر اس میں شریک ہوتے ہیں۔ دعا کرنے والے کیلئے یہ مشکل ہے کہ اس کو خدا سے دعا مانگنی ہے مگر ساتھ اس کے اس کو یاد رکھنا ہے کہ میں اکیلا اپنے لئے دعا نہیں کر رہا ہوں بلکہ لوگوں کی طرف سے درخواست پیش کر رہا ہوں۔ پس ہر وقت ان کو یاد کرنا ہے اور ان کی ضروریات اور مشکلات پر سوچنا ہے۔ علاوہ اس کے مناسب اور صاف صاف آواز کے ساتھ بولنا ہے تاکہ نہ صرف خدا سنے بلکہ جماعت کے لوگ بھی ہر لفظ سُن سکیں اور جماعت کے لوگوں کے لئے جو دعائے عمیم میں دل کے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں۔ یہ مشکل ہے کہ بہت دیر تک دوسرے کی دعا پر توجہ کریں۔ عام طور پر جب ہم کسی کا وعظ یا درس سن رہے ہیں تو ہم نہ صرف اپنے کانوں سے کام لیتے ہیں بلکہ اپنی آنکھوں سے بھی ہم اس کو دیکھ سکتے ہیں اور اس کی حرکات اور سکنات سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ لیکن دعا کرتے وقت ہماری آنکھیں بند ہوتی ہیں اور ہم صرف ایک حس سے کام لے سکتے ہیں۔ یعنی سننے کے حس سے۔

دعائے عمیم کے بارے میں چند خاص خطرے ہیں جن سے خبردار رہنا چاہئے (۱) خداوند یسوع مسیح نے ہم کو نصیحت دی کہ دعا کرتے وقت ہم غیر قوموں کی طرح بک بک نہ کریں (متی ۶: ۷) جب چھپی ہوئی نماز کی کتاب ہمارے ہاتھ میں ہو تو یہ خطرہ

اور بھی خطرناک بن جاتا ہے۔ اگر ہم دل سے صرف دو تین الفاظ بولیں تو وہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ روز روز جلدی کر کے نماز کی کتاب کو ختم کیا کریں۔ ہمارے بہت بولنے کے سبب سے ہماری نہیں سنی جائیگی۔ جو کچھ ہم دعا کریں ہم دل سے اور سچائی اور روح کی معموری سے کریں۔ (۲) دوسرا خطرہ جس سے خبردار رہنا چاہئے اکرنتھی ۱۴: ۱۴-۱۵ میں پایا جاتا ہے "اس لئے کہ اگر میں کسی بیگانی زبان میں دعا مانگوں تو میری روح تو دعا مانگتی ہے مگر میری عقل بیکار ہے۔ پس کیا کرنا چاہئے؟ میں روح سے بھی دعا مانگوں گا اور عقل سے بھی دعا مانگوں گا"۔ شاید آج کل کوئی خاص خطرہ نہیں ہے کہ کوئی کسی بیگانی زبان میں دعا کرے مگر تو بھی اس ہدایت سے عبرت لینی چاہئے تاکہ ہم روح اور عقل سے ہمیشہ دعا کریں اور ہماری دعائیں ہمیشہ دوسروں کی سمجھ میں آجائیں۔ (۳) تیسرا خطرہ یہ ہے کہ ہم جماعت کے لوگوں کو بھول کر شخصی طور پر اپنے خدا کے ساتھ دعا کریں یاد رہے کہ خلوت کی دعا کا ایک وقت ہوتا ہے اور دعائے عمیم کا ایک وقت ہوتا ہے اور اپنی شخصی درخواستیں دعائے عمیم میں شامل نہیں کرنا چاہئے۔ حاضرین کا ہمیشہ یاد کرو اور اپنے کو ان میں شامل کر کے ان کی طرف سے دعا کرو (۴) چوتھا خطرہ یہ ہے کہ دعا کرتے وقت ہم بھول جائیں کہ ہم خدا سے دعا کر رہے ہیں اور دعا میں لوگوں کو منادی کرنے لگیں۔ یہ ہمیشہ غیر موزوں ہوتا ہے۔ منادی کرنے کا ایک وقت ہوتا ہے اور دعا کرنے کا ایک وقت اور اپنی منادی کی نصیحتیں کے اندر شامل نہیں کرنی چاہئے۔ دعائے عمیم میں ہمیشہ خدا سے باتیں کریں تب ہم اس خطرے سے بچیں گے۔

عبادتی دعاؤں کی مثالیں کتاب مقدس میں پائی جاتی ہیں یعنی داؤد کی دعا لوگوں کے سامنے اپنے مرنے سے پہلے (۱ تواریخ ۲۹: ۱۰-۱۵) سلیمان کی دعا لوگوں کے روبرو ہیکل کی تخصیص پر (۲ تواریخ ۶: ۱۲-۴۲)۔ یہوسفط کی دعا (۲ تواریخ ۲۰: ۵-۱۳)۔ لاویوں کی دعا (نحمیاہ ۹: ۵-۳۸)۔ یروشلیم میں پطرس اور یوحنا کے چھوٹنے پر بزرگوں کی دعا (اعمال ۴: ۲۴-۳۰)۔

باب-۱۱

دُعا کا جواب نہ ملِنا

غالباً ہر ایک مسیحی کے روحانی تجربے میں کسی نہ کسی وقت یہ مشکل معلوم ہوتی ہے کہ کبھی کبھی دعا کا جواب ایک دم خدا کی طرف سے نہیں ملتا ہے اور اگر مل بھی جائے تو اکثر ہماری خاص مرضی کے مطابق نہیں ہوتا ہے۔ ہم کو سکھایا گیا ہے کہ "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا" لیکن اکثر تجربے سے یہ نتیجہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس کچھ اور دکھلائی دیتا ہے۔ اور یہ ہر زمانے کی شکایت ہے۔ سنو کہ حبقوق نبی نے کیا نالہ کیا۔ (۱: ۲-۴) "اے خداوند میں کب تک نالہ کروں اور تو نہ سنیگا؟ ظلم کے سبب کب تک میں تیرے آگے چلاؤں اور تو نہ بچائیگا تو کیوں مجھے بدی کو دیکھنے دیتا اور آپ آزردہ حالی پر نظر کرتا رہتا ہے؟ کیونکہ ظلم اور ستم میرے آگے ہیں وہ لوگ موجود ہیں جو فتنہ انگیزی اور فساد برپا کرتے ہیں۔ اس لئے شریعت ڈھیلی ہو گئی اور انصاف مطلق جاری نہیں ہوتا کیونکہ شریر راستکاروں کو گھیر لیتے ہیں۔ اس سبب جھوٹی عدالت ہو رہی ہے۔" حبقوق ہمارا اکثر حال بیان کرتا ہے۔ کتنی مرتبہ ہم نے یہی الفاظ دل میں کہے ہیں! "اے خداوند میں کب تک نالہ کروں اور تو نہ سنیگا؟" آج ہم اس مشکل پر غور کرینگے اور اس مضمون پر ہم اپنے اس سلسلہ کو بند کریں گے اس شکایت میں کہاں تک حقیقت ہے؟ اس کے معنی کیا ہیں؟ اس کا بھید کیا

ہے؟ یہ مشکل کس طرح سے حل ہو سکتی ہے تاکہ آگے کو ہم پوری امید کے ساتھ دعا کریں شروع میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ فرض کیا کہ یہ مشکل حل نہیں ہو سکتی ہے۔ اول تو میں کبھی نہیں کہتا ہوں کہ سمجھ سے بعید ہے۔ بے شک مشکل تو بھاری ہے۔ لیکن دو ایک طرح سے ہم اس کے مطلب کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن فرض کیا کہ کوئی شخص ہمارے اس مسئلہ کا جواب منظور نہیں کر سکتا ہے اسکے لئے یہ مشکل ہمیشہ لاحل رہیگی تو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وہ دعا کرنے کو چھوڑ دے۔ اس سلسلے میں ہم نے خوب دیکھ لیا ہے کہ درخواست کی دعا صرف ایک حصہ ہے دعا کا۔ اور فرض کیا کہ اس سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہو تو بھی وہ دعا میں خدا کی تعظیم کر سکتا ہے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اب اس سوال کے بارے میں ہم بالکل انصاف کے ساتھ کام کرینگے اور جان لیں گے کہ بیشک دعا کے جواب ملنے کے بارے میں انجیل میں خدا کی طرف سے بعض بڑے وعدے ہیں جن کا ہر وقت سمجھنا بہت دشوار ہے۔ اس وقت ہم صرف دو اقتباس پیش کریں گے ایک جو پرانے عہد نامے سے لیا گیا ہے اور دوسرا نئے عہد نامہ سے لیکن ان کے علاوہ انجیل کے اور بہت سے مقامات ہیں جن سے آپ واقف ہوں گے۔ یرمیاہ ۲۹: ۱۲ میں یہ لکھا ہے "تب تم میرا نام لوگے اور جا کر مجھ سے دعا مانگوگے اور میں تمہاری سنونگا۔ اور تم مجھے ڈھونڈوگے اور پاؤگے جب اپنے سارے دل سے میرا سُراغ لگاؤگے" اور متی ۷: ۷ میں یوں آیا ہے "مانگو تو تمہیں دیا جائیگا۔ ڈھونڈو تو پاؤگے دروازہ کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائیگا" ایسے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ جو کچھ ہم خدا سے مانگیں گے وہ ہمارے لئے ہو جائے گا۔

مگر ذرا غور کرنے سے ثابت ہو جائیگا کہ ایسے وعدوں کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ بلا کسی شرط کے جو کچھ کوئی شخص خدا سے مانگے گا وہ مل جائیگا۔ بعض موقعوں پر ایسا ہونا بالکل غیر ممکن ہے۔ مثلاً لڑائی میں دونوں طرف دیندار لوگ ہوں اور دونوں طرف سے روز روز یہ دعا ہو کہ اے خداوند تو ہماری فوج کو اپنی خاص برکت دے اور بخش کہ ہم اپنے دشمنوں پر فتح حاصل کریں۔ دونوں طرف سے یہ دعا ہو اور دونوں طرف بڑی سنجیدگی اور پورے ایمان کے ساتھ ایسی دعا ہو جیسی گذشتہ جنگ میں ہؤا کرتی تھی۔ اب صاف ظاہر ہے کہ دونوں دعاؤں کا جواب دونوں طرفین کی مرضی کے مطابق خدا کے لئے ان ہونی بات ہے۔ بے شک خدا اپنی پاک مرضی کے مطابق دونوں کی دعاؤں کا جواب ضرور دیگا مگر ایسی صورتوں میں یہ بات سچ نہیں ہے کہ جو کچھ آدمی خدا سے مانگے وہ ہو جائیگا۔ یا ایک ہی شہر میں دو شخص ہوں تو ایک بارش کے لئے دعا کرتا ہے اور دوسرا اپنے کاروبار کی خاطر دھوپ کے لئے دعا کرتا ہے۔ اب خدا دونوں کا جواب ہر ایک کی مرضی کے مطابق دے نہیں سکتا ہے۔ مگر علاوہ ان مثالوں کے جب خدا کی طرف سے اپنی مرضی کے مطابق جواب ملنا غیر ممکن ہے اور موقعوں پر بھی جب ممکن بھی ہوتا ہے تو بھی اچھا نہیں ہوتا اگر خدا ہر وقت مجبور ہوتا کہ جو کچھ ہم مانگیں اُسی کو ہمیں دے ورنہ نتیجہ یہ ہوتا کہ ہم دنیا کے مالک بنتے نہ کہ خدا۔ ہم میں اتنی فروتنی ابھی تک موجود ہوگی کہ ہم ضرور مان لیں کہ دنیا کے لئے خدا کا بندوبست ہمارے بندوبست سے اچھا ہے۔ پس نہ صرف بعض موقعوں پر غیر ممکن ہے کہ ہم اپنی دعاؤں کا جواب اپنی خواہش کے مطابق پائیں بلکہ بعض موقعوں پر نامناسب بھی ہے۔ لیکن تو بھی دوسری صورت میں یہ بات سچ ہے کہ خدا ہمیشہ اپنے پرستاروں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ہمیشہ ان کا جواب بھی دیتا ہے۔ مگر

اپنی محبت سے سنتا ہے جیسا باپ اپنے بیٹے کو اور اپنی پاک مرضی کے موافق جواب دیتا ہے۔ جیسا عالم الغیب اپنے نادان بندوں کے لئے۔

انجیل میں بے شک صاف صاف وعدے ہیں اور انجیل میں بھی ایسی صفائی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض صورتوں میں کسی گناہ یا کمزوری کی وجہ سے دعا کا جواب ملنا ناممکن ہے۔ مثلاً (۱) شرارت کے وقت کوئی امید نہیں ہے کہ خدا ہماری دعاؤں کا جواب بخشیگا۔ "جب تم اپنے ہاتھ پھیلاؤ گے تو میں تم سے چشم پوشی کروں گا۔ ہاں جب تم دعا پر دعا مانگو گے تو میں نہ سنوں گا۔ تمہارے ہاتھ تو لہو سے بھرے ہیں" (یسعیاہ ۱: ۱۵)۔ اور یسعیاہ ۵۹: ۲ میں بیان کیا جاتا ہے کہ تمہاری بدکاریاں تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی کرتی ہیں اور تمہارے گناہوں نے اسے تم سے روپوش کیا ایسا کہ وہ نہیں سنتا"۔ اور ۶۶ ویں زبور کا مصنف خود اقرار کرتا ہے کہ "اگر میرا دل بدکاری پر مائل ہے تو خداوند میری نہ سنیگا"۔ پھر (۲) ریاکاری کے وقت پر جب ہم خدا سے خاص برکتیں مانگتے ہیں لیکن عملی طور پر اس کی مرضی پر نہیں چلتے۔ جیسا "اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کریگا" متی ۶: ۱۵۔ (۳) سستی کی حالت میں ہماری دعاؤں کا جواب نہیں ملیگا۔ اکثر ہماری دعاؤں کا جواب صرف کوششوں اور محنت سے مل جائیگا۔ جیسا بنی اسرائیل خدا کو مدد کے لئے پکار رہے تھے تو خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ "تو کیوں میرے آگے نالہ کرتا ہے؟ بنی اسرائیل سے کہہ کہ وہ آگے بڑھیں" (خروج ۱۴: ۱۵)۔ (۴) اپنی نادانی کے سبب سے ہم کبھی کبھی ان چیزوں کے لئے درخواست کرتے ہیں جو ہماری بھلائی کے لئے نہ ہوں مگر خدا اپنی محبت اور حکمت کے سبب سے بعض مانگی ہوئی چیزوں کو نہیں دیتا۔ اور یہ شکر کی بات ہے کہ وہ ایسا کرتا ہے ورنہ ہم بالکل برباد ہو جاتے۔ جب زبدی کے بیٹوں کی ماں نے اپنے بیٹوں کے لئے عرض

کیا تو یسوع نے کہا کہ "تم نہیں جانتے کہ کیا مانگتے ہو" متی ۲۰: ۲۲۔ اور اس وجہ سے کہ ان کی درخواست نادانی سے کی گئی تھی تو وہ منظور نہیں ہوئی۔ (۵) پھر اگر ہمارا ایمان اور اعتقاد پختہ نہ ہو تو ہم اپنی دعاؤں میں کامیاب نہ ہوں گے۔ "مگر ایمان سے مانگے اور کچھ شک نہ کرے کیونکہ شک کرنے والا سمندر کی لہر کی مانند ہوتا ہے جو ہوا سے بہتی اور اچھلتی ہے۔ ایسا آدمی یہ نہ سمجھے کہ مجھے خداوند سے کچھ ملیگا" یعقوب ۱: ۶-۷" اور (۶) آخراً جب خود غرضی سے ہماری درخواستیں کی جاتی ہیں تو کوئی امید نہیں ہے کہ خدا ان کو قبول کریگا۔ "تم مانگتے ہو اور پاتے نہیں اس لئے کہ بری نیت سے مانگتے ہو تاکہ اپنے عیش و عشرت میں خرچ کرو" یعقوب ۴: ۳۔ ان چند اقتباسوں سے صاف ظاہر ہے کہ بعض اوقات اور بعض حالتوں میں ہم اپنی دعاؤں کے جواب کا انتظار نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ صاف صاف لکھا ہے کہ ان صورتوں میں خدا ہماری درخواستوں کو منظور نہیں کریگا۔ پس مناسب ہے جب کبھی ہم اپنی دعاؤں میں کامیاب نہ ہوں تو اپنے کو جانچیں اور دیکھیں کہ ہم میں کیا برائی اور کمزوری ہے جس کی وجہ سے ہماری دعا کا جواب نہیں ملتا۔ بیشک ممکن ہے جیسا ہم پیچھے دیکھیں گے کہ خدا کے دیر لگانے میں کوئی اور مطلب اور حکمت ہے لیکن ممکن ہے کہ ہماری طرف سے کوئی نہ کوئی گناہ یا روکنے والی کمزوری ہوئی ہو۔

پھر کبھی کبھی خدا ہماری دعاؤں کے جواب دینے میں دیری کرتا ہے اور یہ خاص ہمارے فائدے کے لئے ہے۔ اکثر کافی حد پر ہم صبر نہیں کرتے ہیں۔ لیکن اگر ایک دم خدا کی طرف سے جواب نہ ملے تو یا تو ہم دعا کرنی چھوڑ دیتے ہیں یا اس پر بڑبڑانے لگتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے بعض تمثیلوں میں سکھلایا تھا کہ دعا کرنے میں استقلال کی ضرورت ہے۔ مثلاً بے انصاف قاضی کی تمثیل (لوقا ۱۸: ۱-۸)۔ اس کے بارے میں یہ غلط گمان نہ ہو کہ اس میں خدا کی تصویر ہے۔ نہیں ہمارے لئے اس میں نمونہ

ہے کہ کیسے استقلال کے ساتھ دعا کرنی چاہئے کیونکہ اگر ایسی حالت میں بے انصاف قاضی سنتا ہے تو کتنا زیادہ خدا ان کی سنیگا جو رات دن اس سے فریاد کرتے ہیں۔ خدا کیوں ہم سے استقلال چاہتا ہے یہ بھید ہم کو معلوم نہیں ہے لیکن ممکن ہے کہ اس کے ذریعے سے خدا ہماری تربیت کرتا ہے اور جب ہم کو کوئی چیز گویا مشکل کے ساتھ یا بڑی کوشش کے بعد ملتی ہے تو ہم اس کی زیادہ قدر کرتے ہیں۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ خدا صبر کرتا ہے جب تک ہم ان برکتوں کو حاصل کرنے کے لائق نہ ہوں۔ بہر حال یاد کرنا چاہئے کہ پوری کوشش کے ساتھ اور بڑے استقلال کے ساتھ دعا کرنی چاہئے اور اگر ایک دم خدا کی طرف سے جواب نہ ملے تو ہمت نہیں ہارنی چاہئے بلکہ اور بھی سرگرمی کے ساتھ دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔

اب دعا کے جواب ملنے کے بارے میں ایک آخری بات یہ ہے کہ خدا کبھی کبھی دوسری طرح سے ہماری دعاؤں کا جواب بخشتا ہے یعنی اپنی مرضی کے مطابق نہ کہ ہماری مرضی اور ہمارے مانگنے کے مطابق۔ خداوند یسوع مسیح نے ایک موقعہ پر دعا کی کہ "یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے لیکن اس سے پہلے یہ کہا اگر تیری مرضی ہو" اور یوں اس نے ہمیں سدا کے لئے سکھایا ہے کہ درخواست کی دعا کس طرح سے کرنی چاہئے۔ اور خدا نے اپنی مرضی کے مطابق اس دعا کا جواب دیدیا بیشک پیالہ بغیر پئے کے ٹل نہیں گیا مگر خدا نے اس کو سنبھالا اور اس کو قوت اور فضل بخشا کہ وہ صلیبی موت گوارا کر سکا۔ ۲ کرنتھی ۱۲: ۷-۹ میں پولس رسول یوں بیان کرتا ہے "اور مکاشفوں کی زیادتی کے باعث میرے پھول جانے کے اندیشے میں میرے جسم میں کانٹا چبھویا گیا یعنی شیطان کا قاصد تاکہ میرے مکے مارے اور میں پھول نہ جاؤں اس کے بارے میں میں نے تین بار خداوند سے التماس کیا کہ یہ مجھ سے دور ہو جائے مگر اس نے مجھ سے کہا کہ میرا فضل تیرے لئے کافی ہے۔ کیونکہ میری

قدرت کمزوری میں پوری ہوتی ہے"۔ تین بار درخواست کی اور یہی جواب ملا مگر کیسا جواب اس کی درخواست کے مطابق نہیں بلکہ خدا کی حکمت اور پاک مرضی کے مطابق "میرا فضل تیرے لئے کافی ہے" اور پولس نے مان لیا کہ یہ جواب سب سے عمدہ اور اچھا تھا اور وہ کہتا ہے کہ "میں بڑی خوشی سے اپنی کمزوریوں پر فخر کروں گا تاکہ مسیح کی قدرت مجھ پر چھائی رہے"۔ اوگستین ایک مشہور دیندار مسیحی تھا لیکن لڑکپن اور جوانی میں اس کی زندگی خراب اور آوارہ تھی۔ البتہ اس کی ماں دیندار نیک چلن اور دعا کرنے والی عورت تھی۔ ایک موقعہ پر اوگستین روم کو جانا چاہتا تھا مگر اسکی ماں نے منع کیا ایسا نہ ہو کہ اس کی زندگی اور بھی خراب ہو جائے اس کے بارے میں اس کی ماں نے بہت دعا کی کہ خدا اس کو جانے نہ دے مگر تو بھی ایک رات کو وہ گھر سے بھاگ کر اور جھوٹ بول کر چلا گیا۔ آخر کار روم میں اس کی زندگی کا تبادلہ ہوا وہاں جا کر اور خدا کے ایک دیندار بندے سے مل کر اس نے سب برے کاموں کو چھوڑ دیا اور اپنے کو مسیح کے ہاتھ میں دیدیا پس اس دیندار عورت کی دعا کا سچ مچ جواب ملا باوجودیکہ وہ خاص بات جس کے لئے اس نے دعا مانگی وہ نہیں دیگئی یعنی وہ روم جانے سے نہیں روکا گیا۔ مگر دعا کا خاص مطلب اور مقصد یہ تھا کہ میرا لڑکا گناہ سے بچایا جائے اور اس دل کی دعا کا خدا نے پورے طور پر جواب دیا۔ پس ہم بھی ہمیشہ یہی دعا کریں کہ تیری مرضی ہو کیونکہ خدا ہم سے بہتر جانتا ہے کہ ہماری دعا کا جواب کس طرح سے دینا چاہیئے۔ اور جب ہماری خاص درخواستیں منظور نہیں ہوتی ہیں تو ہم خدا کی مرضی سے خوش اور راضی ہونگے کیونکہ اس میں ہماری بھلائی ہے اور ہماری دعاؤں کا حقیقی جواب ہے۔